امثل عزیز شہزاد

ایک ڈھلتی عمر کی عورت سڑک پار کرتے ہوئے ایک لڑکی کو دیکھتی ہے۔ اس کے ساتھ ایک ماڈرن عورت ہے۔ وہ اسے چلا کر رکنے کے لیے کہتی ہے لیکن وہ دونوں سڑک پار کر کے گاڑی میں بیٹھ کر چلی جاتی ہیں۔

وقار صاحب کے دو بچے ہیں۔ اجیہ اور سائر.... وہ سائر کی شادی کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ان کی بیوی اس دنیا میں نہیں ہے۔ ان کی سالی مہ پارہ خاص طور پر لندن سے اس شادی میں شرکت کرنے آئی ہیں' اجیہ وقار صاحب کو بتاتی ہے کہ سائر اس شادی سے ناخوش نظر آتا ہے۔ وقار صاحب یہ سن کر پریشان ہو جاتے ہیں۔

اجیہ بہت خوب صورت ہے۔ وہ دو ماہ کی تھی جب اس کی ماں چلی گئی۔ وہ اپنی خالہ مہ پارہ سے پوچھتی ہے "اس کی ماں کیسی تھیں۔ مہ پارہ بتاتی ہیں کہ اس کی ماں بہت خوب صورت تھی بالکل کانچ سے بنی مورت۔ وقار صاحب کی بہنیں بھی انہیں احساس دلاتی ہیں کہ سائر اس شادی سے خوش نہیں ہے۔ تب وقار صاحب سائر سے براہ راست بات کرتے ہیں کہ سائر کہیں اور انٹرسٹڈ تو نہیں ہے۔ تب سائر کہتا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہے اور وہ اپنے باپ کی کوئی بھی خواہش رد نہیں کر سکتا۔

سائر کی شادی میرب سے ہو رہی ہے۔ میرب دو سال کی تھی جب اس کی ماں بھی دنیا سے چلی گئی تھیں۔ ابراہیم صاحب نے اس کے بعد شادی نہیں کی۔ ان کے پڑوسی اور دوست احمد سعید اور ان کی بیگم نے میرب کا خیال اپنے بچوں کی طرح

مکمل ناول

Downloaded From
Paksociety.com

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

رکھا' سعید صاحب کی بیٹی ماریہ کی میرب سے گہری دوستی ہے' ان کا ایک بیٹا عاشر ہے' جو اجیہ کو پسند کرتا ہے' شادی کی تقریبات میں سائر کا رویہ بہت اکھڑا ہوا رہتا ہے۔ شادی کی رات بھی وہ میرب سے بہت رکھائی سے پیش آتا ہے' وہ میرب سے کہتا ہے کہ وہ اس سے صرف وفاداری کی توقع رکھتا ہے اور اسے اپنی بہن اور والد کا خیال رکھنے کو کہتا ہے۔

اجیہ کی دوست شیبنا بہت آزاد خیال لڑکی ہے۔ اس کا بھائی آغا شایان اجیہ میں دلچسپی لینے لگتا ہے۔ اجیہ بھی اس کی طرف مائل ہے۔ جبکہ میرب کا بھائی سعد' اجیہ کو پسند کرتا ہے۔

سائر کا رویہ میرب کے ساتھ بہت عجیب ہے۔ وہ معمولی باتوں پر شدید رد عمل ظاہر کرتا ہے۔' وہ کہتا ہے کہ وہ کسی بھی لڑکے سے بات نہ کرے۔

وہ عورت جس نے سڑک پر مہ پارہ کو دیکھا تھا۔ ایک خستہ فلیٹ میں رہتی ہے۔ وہاں سے کوئی پرانا پتا نکال کر مہ پارہ کے گھر جاتی ہے تو پتا چلتا ہے کہ مہ پارہ وہ گھر چھوڑ چکی ہے۔ لیکن وہاں کے مکین اسے وقار صاحب کے گھر کا پتا دے دیتے ہیں۔

تب وہ کہتی ہے وقار آج سے سالوں پہلے تم نے جو اذیت مجھے پہنچائی تھی' اس کے بدلے کا وقت آپہنچا ہے۔"

دوسری قسط

"یار ہو کہاں تم آخر...." فون ریسیو کرنے پر آغا چھوٹتے ہی بولا۔ اجیہ اس وقت ناشتے کے بعد دوبارہ اپنے کمرے میں آکر فیس بک پر مصروف تھی' تب ہی آغا کی کال ریسیو کی۔

"یہیں ہوں' میں نے کہاں ہونا ہے۔" وہ مسکرا کر بولی اور سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے میں دیکھ کر اپنے کھلے بال خوامخواہ سنوارنے لگی۔

"کسی بات کی حد ہوتی ہے اجیہ.... تمہارے نزدیک میری کوئی اہمیت ہے بھی یا نہیں۔" وہ بے حد خفا لہجے میں گویا ہوا۔

"تم اتنا ہائپر کیوں ہو رہے ہو۔ آخر بات کیا ہے کچھ بتاؤ گے بھی۔" وہ نرمی سے پوچھنے لگی۔

"بات کیا ہے' گزارش ہے جو اتنے دن سے کر رہا ہوں تم سے' کہ مجھ سے ملاقات کر لو مگر تم ہو کہ میری بات کو سنجیدگی سے لے ہی نہیں رہی ہو۔" وہ بولا۔

"آغا! گھر میں دعوتوں کا چکر تھا' میں کیسے آتی۔" وہ وضاحتی انداز میں بولی۔

"ختم ہو گیا یہ واہیات چکر؟" وہ چبا چبا کر بولا۔

"ہاں بھئی' ختم ہی سمجھو۔" وہ اب اٹھ کر ٹہلنے لگی تھی۔

"تو پھر کب بجھا رہی ہو پیاس؟" وہ بے تابانہ بولا۔

"پیاس؟" وہ شرارتی لہجے میں بولی۔ "پیاس لگی ہے' تمہیں تو جا کر فریج سے پانی پی لو' میں کیسے بجھا سکتی ہوں تمہاری پیاس۔"

"سویٹ" اس نے اس کی شرارت بھانپ کر بڑے پیار سے کہا۔ "یہ دید کی پیاس ہے' تمہیں ہی بجھانی پڑے گی۔"

"تم اتنے مشکل جملے کیسے بول لیتے ہو۔" وہ محظوظ انداز میں بولی۔

"سب تمہارے حسن کے کرشمے ہیں۔" وہ جذبوں سے پُر' آواز میں بولا۔ اجیہ کے کان دہکنے لگے۔

"تمہارا دماغ خراب ہے۔" وہ اس سے خاصی حد تک بے تکلف ہو چکی تھی۔

"پہلے نہیں تھا' تمہیں دیکھا ہے جب سے تب سے سب یہی کہتے ہیں۔" ادھر شوق کا وہی عالم تھا۔

"تم باتیں بہت بناتے ہو۔ کچھ کام...." اس کی بات ادھوری رہ گئی دروازے پر دستک دے کر لالی نے اندر جھانکا اور بولی۔

"مہ پارہ بیگم صاب نے ادھر بلایا ہے جی آپ کو۔"

"اسٹوپڈ.... میں نے کہا تھا کیا کمرے میں داخل

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہونے کو' جاؤ' آرہی ہوں میں۔" وہ اسے ڈانٹ کر بولی۔وہ بے چاری سرہلا کرواپس مڑگئی۔

"کیا ہوا کس پر ناراض ہو رہی ہو؟"

"کچھ نہیں۔۔۔ اچھا آغا میں ایک دو دن میں بتاتی ہوں تمہیں ملنے سے متعلق' بلکہ ایسا کرتے ہیں کل تم شینا کو مجھے لینے بھیج دینا میں کہہ دوں گی کہ اس کے گھر میں گیٹ ٹوگیدر ہے کیوں ٹھیک ہے؟"

"واہ واہ۔ یہ ہوئی نا بات۔شینا کو کہہ دیتا ہوں میں' پھر کس وقت آؤگی بتاؤ۔"

"سات بجے تک ٹھیک رہے گا۔" وہ کچھ سوچ کر بولی۔

"اوکے' پھر ملتے ہیں کل زندگی۔" وہ دلبرانہ لہجے میں بولا۔

"اوکے۔" اجیہ نے فون کا لال بٹن پش کیا اور لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کرتی ہوئی لاؤنج میں چلی آئی۔ وہاں مہ پارہ' میرب اور وقار صاحب محفل جمائے بیٹھے تھے۔

"جی خالہ جانی آپ نے بلوایا تھا مجھے؟" وہ پوچھنے لگی۔

"ہاں' آؤ بیٹا بیٹھو۔" انہوں نے بڑے پیار سے کہہ کر اپنے نزدیک صوفے پر جگہ بتائی۔ سامنے کے صوفے پر میرب اور دوسرے پر وقار براجمان تھے۔

"کیا ہوا سب خیر ہے؟" وہ بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"ہاں بھئی' الحمدللہ سب ٹھیک ہے۔ یوں ہی ہم ذرا گپ شپ لگا رہے تھے تو سوچا تمہیں بھی شامل کرلیا جائے۔ اکیلی کمرے میں تھکی بور ہو رہی ہوگی۔" وہ مسکرا کر بولیں۔

"بھئی اب بوریت کا کیا سوال عنیزے میرب بیٹی جو ہے ہماری اجیہ کو کمپنی دینے کے لیے۔" وقار خوش دلی سے بولے۔

"جی بالکل ابو۔۔۔ مجھے تو خود اجیہ میں اپنی چھوٹی بہن دکھائی دی ہے۔" میرب نے دھیمے سے مسکرا کر ان کے کہے کا مان رکھا۔

اجیہ بھی ہلکے سے مسکرادی مگر اس کے ذہن میں کل کی ملاقات گردش کررہی تھی۔

"بس بیٹا۔" دفعتاً" مہ پارہ بولیں۔ "میں تو چند روز میں واپس چلی جاؤں گی اب یہ گھر اور گھر والوں کو تم ہی نے سنبھالنا ہے۔ ہماری اجیہ تھوڑی لاابالی اور غیر ذمہ دار ضرور ہے مگر ہے بڑی پیاری بچی تم اس سے دوستی کرکے مایوس نہیں ہوگی۔ وقار بھائی تو تمہارے سامنے ہیں اور رہا تمہارے سرتاج کا سوال۔۔۔ مزاج کا سنجیدہ سہی مگر ہے لاکھوں میں ایک۔ میں امید کرتی ہوں کہ تم اس گھر کو اپنا گھر سمجھوگی اور اسے بھی اتنی ہی اہمیت اور توجہ سے سنواروگی جتنا کہ اپنے والد کا گھر سنبھالا ہوا ہوگا۔"

"خالہ جان۔۔۔ آپ بالکل بے فکر رہیے ان شاء اللہ آپ مجھے اپنی امیدوں اور ارمانوں کے عین مطابق پائیں گی مگر بحیثیت انسان مجھ سے بھی کبھی کوئی کوتاہی ہوسکتی ہے اس کے لیے میں پیشگی معذرت خواہ ہوں۔" وہ اتنے حلیم لہجے میں بولی کہ وقار اور مہ پارہ

دعائے مغفرت

نگہت عبداللہ کی والدہ محترمہ مقصود بیگم طویل علالت کے بعد اس دارفانی کو الوداع کہہ گئیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ نہایت نیک نفس' صابر اور نرم خو طبیعت کی مالک تھیں۔ان کی دائمی جدائی نگہت عبداللہ کے لیے بہت بڑا صدمہ اور محرومی ہے۔ ادارہ خواتین ڈائجسٹ نگہت عبداللہ کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت میں اعلا مقام سے نوازے' ان کی خطاؤں سے درگزر کرے' نگہت عبداللہ اور دیگر متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہال ہی ہو گئے۔

"جیتی رہو میری بچی۔۔۔ اللہ تمہیں دونوں جہاں میں ان گنت خوشیاں دکھائے۔"

"آمین۔۔۔ آمین" مہ پارہ خلوص دل سے بولیں، پھر کہنے لگیں۔

"بھائی صاحب۔۔۔ میں چاہ رہی تھی کہ میرب کا ہاتھ کل یا پرسوں کھیر میں ڈلوا دیا جائے، میری تو جمعہ کی فلائٹ ہے اس سے پہلے ہی یہ رسم ادا ہو جائے تو مناسب ہے۔ پھر بھلے میرب چاہے مہینہ دو مہینہ کچھ نہ بھی پکائے مگر یہ کچھ نہ کرنے کی جو قدغن ہے یہ بہر حال ختم ہو جائے گی، کیوں؟" انہوں نے تائید چاہنے والے انداز میں پہلے وقار پھر میرب کو دیکھا۔

"بھائی یہ تو خالص خواتین کا شعبہ ہے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ جیسا مناسب سمجھو تم۔ تم ان کی ماں جیسی ہو۔ تمہیں اختیار ہے۔" وقار صاحب ہاتھ اٹھا کر متانت سے بولے۔ اور اجیہ تو اپنا کل کا پروگرام تہس نہس ہوتے دیکھ کر تلملا گئی۔

"وہاٹ نان سینس۔۔۔" وہ عجیب سے لہجے میں بولی۔ "یہ کھیر میں ہاتھ ڈالنا کیا ہوتا ہے؟" اس کی بات پر مہ پارہ بے ساختہ ہنس دیں۔

"بھئی یہ ایک رسم ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ نئی دلہن کچھ میٹھا پکا کر گھر کے کاموں کا آغاز کرے گی۔" انہوں نے اسے بتایا۔ میرب مسکرا رہی تھی۔

"مگر میں نے تو کبھی نہیں سنا اس رسم کے متعلق۔" وہ ناراض لہجے میں بولی۔

"کیسے سنتیں؟ رسموں رواجوں کے متعلق تو ماں یا خاندان کی خواتین ہی بتایا کرتی ہیں۔" وہ بولیں مگر اجیہ کا بجھتا چہرہ دیکھ کر انہیں لگا کہ شاید وہ کچھ غلط کہہ گئی ہیں۔ انہیں اس موقع پر یہ تذکرہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔

"چلو اب تو سن لیا نا، خالہ جانی سے۔" میرب نے جیسے اسے تسلی دی مگر وہ مزید کچھ نہیں بولی خاموشی سے اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"بڑی حساس بچی ہے۔ اپنی ماں کی کمی کو بہت محسوس کرتی ہے۔" وہ تاسف سے اسے جاتا دیکھے گئیں۔

"خالہ جانی۔۔۔ ماں رشتہ ہی ایسا ہے انسان اپنی عمر کے آخر تک اس کمی کو محسوس کرتا ہے۔" میرب دکھی لہجے میں بولی۔ وقار لب بھینچے خاموش بیٹھے تھے۔

"بس بیٹا، قسمت کے گورکھ دھندے بھلا کب کسی کی سمجھ میں آئے ہیں۔" ان کے سینے میں اک ہوک سی اٹھی۔ میرب نے ان کی بات پر کچھ نہیں کہا۔

"چلو دیکھتے ہیں پھر۔۔۔ سائرہ سے بھی بات کر لیتے ہیں رات کو، اس کی سہولت بھی دیکھنی ہوگی۔" مہ پارہ نے ایک بار پھر گفتگو کا رُخ اس جانب موڑ دیا تھا مگر وقار ہنوز خاموش تھے۔ بالکل خاموش۔۔۔

☼ ☼ ☼

"یہ نازو کے لیے ہے یہ مانو اور یہ چندا تیرے لیے۔" بی بی نے شاپر میں سے مختلف پرنٹ کے لان کے سوٹ ان تینوں کے آگے رکھتے ہوئے کہا۔ وہ صبح سے نازو کے ساتھ خریداری کے لیے قریبی بازار گئی ہوئی تھیں۔ اب وہی خریداری انہیں دکھاتے ہوئے ان کے لیے لائے گئے کپڑے انہیں تھمانے لگیں۔ شیخ صاحب اپنے کمرے میں اپنے مخصوص تخت پر بیٹھے حقہ گڑگڑا رہے تھے۔

"بہت پیارا سوٹ ہے اماں۔" مانو چمکتی آنکھوں سے بولی۔

"سامنے سلوا نے دے دیں گے۔" نازو بولی۔

"یہ کیسا واہیات کپڑا ہے اماں۔۔۔ جب آپ کو معلوم ہے میں اپنی مرضی کے کپڑے خریدتی ہوں تو کیوں بلا وجہ یہ گھٹیا جوڑا لانے میں پیسے خرچ کیے۔ نہ رنگ اچھا ہے نہ ڈیزائن اور نہ ہی کپڑا۔" وہ از حد ناگواری سے بولی۔

"لو خوامخواہ اتنا پیارا تو ہے چندا" مانو بولی۔

"تم چپ کرو پینڈو۔۔۔ اور تمہیں اتنا ہی اچھا لگ رہا ہے تو تم لے لو میں تو ویسے ہی یہ کپڑا نہیں سلواؤں گی۔" وہ بے زاری سے بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ری ناشکری... کیوں کیا کانٹے اگے ہوئے ہیں اس کپڑے میں اور ڈی زین (ڈیزائن) میں تجھے کون سے کیڑے دکھائی دے گئے کم بخت ماری ڈر اس وقت سے جب تیرے بدن پر چیتھڑے لٹک رہے ہوں۔ ارے غضب خدا کا مزاج ہی نہیں ملتے شہزادی کے۔" وہ آگ بگولہ ہو گئیں۔

"کیوں چندا... اچھا بھلا تو سوٹ ہے۔ شاباش رانی رکھ لے اسے بھی کل پیسے دوں گا اپنی پسند سے بھی لے لینا اور یہ ماں دل سے لائی ہے۔ رکھ لے چل میرا چندا۔" شیخ صاحب نے حقہ منہ سے نکال کر اسے چمکارا۔

"آپ کہتے ہیں تو رکھ لیتی ہوں مگر کل ضرور مجھے پیسے چاہئیں۔" وہ احسان کرنے والے انداز میں سوٹ اٹھانے لگی مگر اس سے قبل ہی بی بی نے جھپٹ لیا۔

"بس بس... ان کیڑا لگے کپڑوں کو سینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ وے گانہ تیرا باوا پیسے، لے آنا اپنے لیے اطلس و کم خواب کے ہیرے موتی جڑے سوٹ۔ اسے ہم فقیرنیوں کے لیے چھوڑ دے۔" وہ بری طرح برانگیختہ ہوئی تھیں۔

"نیک بی بی... یہ کیا بچپنا ہے۔" وہ ناگواری سے بولے۔

"ہاں بچپنا میں کر رہی ہوں، مت سمجھانا کبھی اپنی اس لاڈو رانی کو بیٹھے بیٹھے اور شہ دیے جاؤ۔ ارے جوان جہان لڑکی ہے اس کے بچپنے دکھائی نہیں دے رہے الٹا مجھے بچہ کہہ رہے ہیں۔" وہ تلخ لہجے میں بولیں۔

"چلو بچیوں دوپہر کی روٹی کی تیاری کرو۔ سامان سمیٹو شاباش۔" شیخ صاحب نے انہیں جواب دینے کے بجائے بچیوں کو مخاطب کیا۔ چندا ان کی تکرار

شروع ہوتی دیکھ کر پہلے ہی پیر پٹخ کر جا چکی تھی، جبکہ مانو اور نازو نے پھیلے شاپر سمیٹے اور کمرہ عبور کر گئیں۔

"بی بی، دیکھ تیری ہی بات درست ہے، میں مانتا ہوں مگر یوں ہر وقت زبان کڑوی کرنا بھی تو دانشمندی نہیں۔ جوان لڑکی ہے ذرا پیار سے سمجھایا کر ماں کی بات میں بڑا اثر ہوتا ہے۔" وہ اپنے ازلی نرم و ناصحانہ لہجے میں بولے۔

"آپ کافی ہو نا پیار کرنے کے لیے میں تو ہوں ہی اس کی دشمن مگر میں کہہ رہی ہوں شیخ جی... اس کے انداز مجھے ہولاتے ہیں۔ اس کا مزاج آسمانوں پر رہتا ہے کچھ تدبیر کرو۔ اسے نیچے لاؤ کل کو یہ نہ ہو کہ اللہ نہ کرے، ہمیں پچھتانا پڑے۔" وہ اندیشوں سے پر لہجے میں بولیں۔ شیخ صاحب پھر سے حقہ گڑگڑانے میں مصروف ہو گئے۔

☆ ☆ ☆

مہمان کچھ دیر پہلے ہی آئے تھے۔ میرب نے لالی کے ساتھ اندر فریش پائن ایپل جوس بھجوا دیا تھا۔ مہ پارہ نے اسے صرف بادام کی فرنی تیار کرنے کا کہا تھا جو اس نے کر دی تھی۔ باقی سارا انتظام انہوں نے لالی کے ساتھ مل کر کر لیا تھا۔ اجیہ "نامعلوم وجوہات" کی بنا پر بگڑے تیور لیے گھوم رہی تھی۔ باقی سب ڈرائنگ روم ہی میں تھے۔ وہ بھی سر پر دوپٹا جما کر وہیں چلی آئی۔

"صد شکر تم نے اپنی شکل تو دکھائی۔" جوں ہی وہ ماریہ کے قریب بیٹھی اس نے کچھ ناراضی سے کہا۔ تو وہ ہنس دی۔

"چپکے چپکے کیا باتیں ہو رہی ہیں ہمیں بھی بتاؤ۔" ان کے ساتھ ہی ٹو سیٹر پر سعد اور عاشر تھے۔ یہ سوال سعد کی طرف سے آیا تھا۔

اچانک ہی میرب کے لب بھنچے تھے کہ سیدھے ہاتھ پر موجود صوفے پر سائر بیٹھا اس کی جانب سنجیدہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا، لگتا ہے میرب نے کوئی بھوت دیکھ لیا شاید۔" وہ اپنے مخصوص شریر انداز میں بولا۔

"ہاں تمہیں دیکھ لیا ہے نا۔" ماریہ نے مزے سے کہا۔

"حالانکہ اس کا اشارہ تمہاری طرف تھا۔" عاشر

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے اس کی "اسموکی آئیز" پر چوٹ کی۔

"یہ اشارے وشارے ہماری سمجھ میں نہیں آتے۔ ہم سیدھے سادے لوگ ہیں۔ سیدھی سادی گفتگو ہی پلے پڑتی ہے۔" وہ شاہانہ انداز میں بولی۔

"اشارے بوجھنا تو میرب کا کام ہے اور لگتا ہے اس نے بوجھ لیا ہے۔" سعد ہلکا سا قہقہہ لگا کر بولا۔

"نہیں بوجھ پائی تب ہی گم صم بیٹھی ہے۔" عاشر ہنسا۔

"جی نہیں یہ سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ کر "کسی کو" امپریس کرنے کی کوشش کررہی ہے۔" سعد نے "کسی" پر زور دے کر کہا۔

"اپنی اپنی چونچیں بند کرکے سائر بھائی کے پاس جاکر بیٹھو۔ چلو کھسکو یہاں سے۔" ماریہ نے دونوں کو جھاڑا۔

میرب کا کھویا کھویا انداز وہ بھی نوٹ کررہی تھی مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ میرب کہیں کھوئی ہوئی ہرگز نہیں تھی بلکہ محتاط سی بیٹھی تھی کہ جانتی تھی کہ سائر کی نظروں کے حصار میں ہے۔ دوسری طرف ابراہیم صاحب' وقار صاحب سے کہہ رہے تھے۔

"میں نے عاشر کے ساتھ انگلینڈ جانے کا فیصلہ کرلیا ہے' کچھ عرصہ اس کے پاس رہوں گا پھر واپسی ہوگی۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ بیٹی بیاہنے کے بعد تو آپ یوں بھی خود کو تنہا محسوس کررہے ہوں گے۔" وقار نے ان کے فیصلے کی تائید کی۔

"نہیں بھئی... ماشاء اللہ ماریہ بیٹی اور سعد مجھے فی الحال تو تنہائی محسوس نہیں کرنے دے رہے مگر کب تک۔ ان بچوں کی بھی اپنی مصروفیات ہیں پھر عاشر کا بھی اصرار ہے۔ بس اسی لیے ہمت پکڑ ہی لی میں نے۔" وہ بتانے لگے۔

"سعد کے والد نہیں آئے؟" مہ پارہ نے سعدیہ سے پوچھا۔

"بس ان کی کچھ طبیعت ناساز تھی اسی لیے نہیں آسکے۔" وہ بولیں۔

"بھائی صاحب کے جانے کے بعد تو میرب بالکل اکیلی پڑجائے گی۔" مہ پارہ بولیں۔

"ارے ایسے کیسے۔" وہ برا مان کر بولیں۔ "میرب میری بیٹی ہے۔ میرا گھر اس کا میکہ ہے۔ وہ جب چاہے آئے۔ ہم بھی خبر گیری کرتے رہیں گے۔"

"سچ سعدیہ! آج کل آپ جیسے پرخلوص لوگ ناپید ہیں۔" وہ ستائشی لہجے میں بولیں۔

"آپ خوامخواہ شرمندہ کررہی ہیں۔ انسان کا دوسرے انسان پر اتنا تو حق ہے ہی۔" وہ انکساری سے بولیں۔

تب ہی اجیہ نے آکر کھانا لگنے کی اطلاع دی' ہلکی پھلکی باتوں کے درمیان کھانا کھایا گیا مگر ایک بات جو ماریہ نے شدت سے محسوس کی وہ میرب کا پہلے کی نسبت خاموشی اور الجھا ہوا ہونا تھا۔ بہرحال ڈنر کے بعد ان کی واپسی ہوئی۔ لالی دعوت کا بکھیڑا سمیٹنے لگی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔ کمرے میں صرف نائٹ بلب روشن تھا اور وہ کمبل تانے کروٹ لیے غالباً" سوچکا تھا یا جاگ رہا تھا' میرب اندازہ نہ کرسکی۔

ایک عجیب سی تھکن نے اس کے پورے وجود کا احاطہ کرلیا تھا۔ وہ اسی اندھیرے میں بیڈ پر بیٹھ کر اپنی چوڑیاں' جیولری وغیرہ اتارنے لگی۔

"تم آج کے بعد اپنے پڑوسیوں کے گھر نہیں جاؤگی۔" کچھ دیر بعد سرسراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ چوڑیاں اتارتے اتارتے اس کے ہاتھ ایک لحظہ کو تھم سے گئے۔

"سنا تم نے؟" وہی درشت آواز پھر سنائی دی۔

"سن لیا۔" کہنے کو اس نے کہہ دیا مگر نامعلوم کیوں اس کے آنسو تواتر سے گالوں پر بہنے لگے تھے۔

☆ ☆ ☆

"اچھا بچوں... کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معاف کردینا اپنی خالہ کو... ان شاء اللہ جیسے ہی موقع ملا دوبارہ پاکستان کا چکر لگاؤں گی اور سائر تم میری بیٹی کا بہت

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

خیال رکھنا' بہت پیاری بچی ہے یہ۔۔۔ اچھا بھائی صاحب! خدا حافظ۔" مہ پارہ ایئرپورٹ کے لیے نکل رہی تھیں۔ سائر انہیں ڈراپ کرنے جا رہا تھا۔ سب سے مل ملا کر وہ رخصت ہوئیں۔

"بڑا احسان کیا مہ پارہ نے؟ بے چاری اپنا گھر بار چھوڑ کر اتنے دن یہاں ٹھہری رہی۔" وقار صاحب لاؤنج کے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ اجیہ پہلے ہی اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔

"جی بابا' بہت ہی نائس خاتون ہیں خالہ جان۔ میں انہیں بہت مس کروں گی۔" میرب افسردگی سے بولی۔ تب ہی لاؤنج میں رکھے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ سی ایل آئی پر میرب کے گھر کا نمبر چمک رہا تھا اس نے لپک کر فون اٹھایا۔

"بیٹا کیسی ہو؟" علیک سلیک کے بعد اس کے بابا نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہوں بابا جان۔"

"بیٹا پرسوں ہماری فلائٹ ہے اگر مناسب سمجھو تو یہ دو دن ہمارے ساتھ گزار لو۔" وہ ملائمت سے بولے۔ وہ شش و پنج میں پڑ گئی۔ پھر کچھ خیال آنے پر بولی۔

"لیں بابا سے بات کریں۔" اس نے فون وقار کو تھمایا۔ ابراہیم صاحب نے سلام دعا کے بعد اپنا مدعا دہرایا۔

"کیسی باتیں کر رہے ہو ابراہیم۔۔۔ ارے بھئی بیٹی ہے میری۔ میرب ٹھیک ہے تم بھیج دو اس کے بھائی کو' میں اسے تیاری کا کہتا ہوں۔" اتنا کہہ کر انہوں نے ریسیور کریڈل پر ڈال دیا۔

"بیٹا۔۔۔ دو دن اپنے باپ کے پاس رہ آؤ۔ تمہیں یاد کر رہا ہے ابراہیم۔" وہ پرشفقت لہجے میں بولے۔

"میں سائر کی اجازت کے بغیر نہیں جا سکوں گی۔" وہ بے چارگی سے بولی۔

"خوب' بھئی' بہت اچھی بات ہے۔" وہ جیسے اس کی تابعداری پر خوش ہو کر بولے۔

"مگر بیٹا! سائر کو ایئرپورٹ سے آنے میں کچھ دیر تو بہرحال لگ ہی سکتی ہے اور پھر گھر لوٹ کر کیا معلوم وہ تمہیں لے جا سکے یا نہ لے جا سکے۔ صرف کل کا دن ہی تو ہے درمیان میں' پرسوں تو فلائٹ ہے ابراہیم کی۔ ابھی چلی جاؤ تو اچھا ہے پورا دن ابراہیم اور اپنے بھائی کے ساتھ گزار لوگی ٹھیک ہے نا بھئی۔" وہ اسے تائید طلب نگاہوں سے دیکھنے لگے۔

"مگر سائر کی اجازت' میں ان ہی کے ساتھ جاؤں گی۔" وہ متذبذب لہجے میں بولی۔ وہ ہنس دیے۔

"ارے بھئی! سائر کا باپ اجازت دے رہا ہے نا تمہیں' پھر تم کیوں فکر کرتی ہو۔ جاؤ بیٹا تیاری کرو تمہارا بھائی آتا ہی ہوگا تمہیں لینے۔ یوں کرنا سائر کو کال کر لینا۔ اب جاؤ دیر ہو رہی ہے۔" اتنا کہہ کر انہوں نے ٹی وی آن کر لیا۔

کچھ دیر تو وہ یونہی عالم تذبذب میں کھڑی رہی پھر کچھ سوچ کر اپنے کمرے کی جانب چل دی۔

☼ ☼ ☼

"کیوں کیا ہے فون؟" آغا نے شدید ناراض لہجے میں استفسار کیا وہ اس وقت کہیں باہر نکلنے کے لیے تیار ہو رہا تھا تب ہی اجیہ کی کال موصول ہوئی۔

"تم نے نہیں کیا دو دن سے تو میں نے کر لیا۔" وہ اطمینان سے بولی۔ وہ حسب معمول اپنے کمرے میں بند تھی۔

"وہی تو پوچھ رہا ہوں اس مہربانی کی وجہ۔" وہ اکھڑے لہجے میں بولا۔ اور شیشے میں دکھائی دیے اپنے عکس پر ناقدانہ نگاہ ڈالی۔

"کبھی کبھی مہربان ہونے میں کچھ حرج نہیں ہوتا۔" وہ اسے تنگ کر رہی تھی بات دراصل یہ تھی کہ اس دن اچانک ہی ملاقات کا پروگرام کینسل کرنا پڑا تھا بس تب ہی سے نہ اس نے اجیہ کو کال کی تھی نہ کوئی میسج وغیرہ۔۔۔

"مجھے تمہاری بھیک میں ملی ہوئی مہربانی نہیں

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چاہیے بہتر ہے اپنے پاس رکھو۔" وہ رکھائی سے بولا۔ اب وہ سائیڈ ٹیبل سے اپنی گاڑی کی چابی موبائل وغیرہ اٹھا رہا تھا۔

"آغا اگر تم نے مجھ سے ایسے ہی روڈ بات کرنی ہے تب میں فون رکھ رہی ہوں' میرا اچھا خاصا موڈ اسپائل کر رہے ہو تم۔" وہ بھی ناراضی سے بولی۔

"اور تم نے جو اس دن ملاقات کا پروگرام بنا کر اچانک منع کردیا' میرا موڈ بھی ایسے ہی اسپائل ہوا تھا۔" اس نے جتایا۔

"مجبوری ہوگئی تھی' بتایا تھا نا تمہیں۔" وہ خفگی سے بولی۔

"پھر اب کب مل رہی ہو؟" وہ اپنے کمرے سے باہر آتا ہوا ایک دم بولا۔

"کل۔۔۔ تم شینا کو بھیج دینا۔" وہ بولی۔

"اس بار پروگرام ڈن ہے یا ابھی بھی اس کے درہم برہم ہونے کے چانسز ہیں؟" وہ جیسے چڑ کر بولا۔ اور اپنے گھر کا لمبا لاؤنج عبور کرکے گارڈن میں نکل آیا۔

"نہیں' پروگرام ہے بالکل۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی۔

"او کے' پھر کل ملتے ہیں۔" اس نے کہا اور الوداع کہہ کر فون رکھ دیا۔ اجیہ نے ایک آسودہ سانس اپنے لبوں سے خارج کی۔ تب ہی دروازے پر دستک ہوئی وہ چونک گئی۔ لالی تھی۔

"چھوٹی بی بی۔۔۔ بڑی بی بی جا رہی ہیں اپنے گھر۔ صاحب کہہ رہے ہیں انہیں الوداع کہہ دیں۔" وہ کہہ کر مڑ گئی۔ اجیہ لاؤنج میں چلی آئی۔

"اچھا اجیہ۔۔۔ اللہ حافظ" میرب نے گلے لگ کر اسے کہا۔

"او کے۔" وہ مسکرائی۔ اس کی مسکراہٹ ہمیشہ سے زیادہ روشن اور تابناک تھی۔ میرب کو لینے آئے عاشر کی نگاہیں چکاچوند ہوگئیں۔

"او کے انکل زندگی رہی تو پھر ملیں گے۔ او کے اجیہ۔" اس نے وقار صاحب سے مصافحہ کرنے کے بعد چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ اس نے بھی خوش دلی سے او کے کہہ دیا اور یوں عاشر اس کے روپ کا ایک اور انداز آنکھوں میں سموئے گھر لوٹ آیا۔

☼ ☼ ☼

گرمیوں کی چھٹیوں میں کالج میں مینا بازار اور ڈرامہ فیسٹیول کا انعقاد کیا گیا تھا۔ لڑکیوں کی خوشی دیدنی تھی۔ ہر لڑکی اپنی جگہ بہت پرجوش اور خوش تھی۔ مگر چندا کی تیاریوں کی تو بات ہی اور تھی اسے ایک ڈرامے میں قلوپطرہ کا کردار جو ادا کرنا تھا۔ اسے اپنے کپڑے' زیورات' میک اپ وغیرہ کی بڑی فکر ہو رہی تھی۔ کالج میں دیگر ساتھی لڑکیوں کے ساتھ پریکٹس ہو رہی تھی اور اس ریہرسل نے اس وقت مزید سنجیدگی اختیار کرلی' جب لڑکیوں نے سنا کہ ان کا ڈرامہ دیکھنے ملک کے ایک نامور و مشہور ڈائریکٹر بھی بطور مہمان خصوصی تشریف لا رہے ہیں جن لڑکیوں کو اداکاری کا شوق تھا وہ اپنے ہتھیار تیز کرنے کے لیے پوری طرح مستعد ہوگئیں۔ چندا کو اداکاری کا شوق تھا یا نہیں ہاں۔۔۔ مگر اسے یہ شوق ضرور تھا کہ اس کا چہرہ بھی ان چہروں میں سے ہو' جنہیں روبرو دیکھنے کے لیے اک خلقت تڑپا کرتی ہے۔ اور یہی شوق آگے کیا رنگ اختیار کرنے والا تھا یہ تو خود چندا بھی نہیں جانتی تھی۔

☼ ☼ ☼

"کیا بات ہے۔ میرب! میں نے اس دن محسوس کیا تھا کہ تم کچھ پریشان سی رہنے لگی ہو تم ٹھیک تو ہو۔" ماریہ نے ادھر ادھر کی باتیں کرتے کرتے دفعتاً پوچھا۔

"کیوں۔ مجھے کیا ہوا۔" میرب چونک کر بولی۔ وہ دونوں اس وقت گھر کی چھت پر ٹہل رہی تھیں۔ ابراہیم صاحب آرام کرنے چلے گئے تھے۔ عاشر اور سعد کچھ شاپنگ کرنے گئے ہوئے تھے۔

"میں نے محسوس کیا ہے۔ اسی لیے پوچھ رہی ہوں تم کچھ بجھی بجھی سی لگنے لگی ہو۔ جب تم پچھلی بار یہاں آئی تھیں تب تک تو ٹھیک تھیں۔" ماریہ نے پیکٹ کھول کر اس میں سے نمکین مونگ پھلیاں

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

پھانکتے ہوئے کہا۔
"نہیں تو ایسی تو کوئی بات نہیں۔" میرب نے تردید کی "مگر تمہیں ایسا کیوں محسوس ہوا۔" وہ ٹہلتے ٹہلتے اسے دیکھنے لگی۔
"چلو، تم کہتی ہو تو مان لیتی ہوں۔ ذرا ایک بات تو بتاؤ اس نے مونگ پھلیوں کا پیکٹ اس کے آگے کرتے ہوئے کہا۔" یہ سائر بھائی ہمیشہ اتنے سنجیدہ کیوں رہتے ہیں۔ ہنسنے والی بات پر تو بندہ ہنس لیتا ہے، میں نے تو انہیں اس سچویشن میں بھی بے زار ہی دیکھا ہے۔ تم سے کچھ باتیں واتیں کرتے ہیں یا یوں ہی خاموش رہتے ہیں۔" ماریہ نے اب اسے دوسری جانب سے کریدنے کی کوشش کی۔
"دراصل وہ کم گو ہیں۔ مگر یہ کوئی عیب تو نہیں۔" وہ مدافعانہ لہجے میں بولی۔
"نہیں نہ ہی کم گوئی کوئی عیب ہے نہ ہی سنجیدگی مگر کچھ تو ہے جو اس بندے میں مسنگ ہے۔" وہ پرسوچ لہجے میں بولی۔
"بہتر ہے کہ تم اپنے انجینئر صاحب پر اپنی توجہ مرکوز رکھو۔ سائر پر توجہ دینے کے لیے میں کافی ہوں۔" وہ دانستہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولی مگر درحقیقت وہ پریشان ہو اٹھی تھی۔ ان کا نیا تعلق تھا اگر ابھی سے لوگوں پر سب کچھ آشکار ہونے لگا تو بہت مسئلہ ہو جائے گا۔ ابھی تو ان کا تعلق انڈر اسٹینڈنگ کے ابتدائی مراحل میں تھا۔ اور نجانے کتنے مراحل مزید باقی تھے۔ وہ تو شاید ابھی سے تھکنے لگی تھی۔ تب ہی تو اس کے تاثرات دوسروں پر عیاں ہونے لگے تھے۔
"منہ دھو رکھو مجھے کوئی شوق نہیں ان پر توجہ دینے کا۔" وہ چڑ گئی۔
تب ہی عاشر کی گاڑی پورٹیکو میں آکر رکی۔ اور اس میں سے مسکراتے ہوئے شاپنگ بیگز تھامے عاشر اور سعد برآمد ہوئے۔
"چلو نیچے چل کر ان کی شاپنگ دیکھیں۔" ماریہ نے کہا۔
"تم جاؤ، مجھے ذرا سائر کو کال کرنی ہے۔" اس نے ٹالا۔
"کم آن یار۔ کل فلائٹ ہے عاشر کی۔ ہم نے تو سوچا تھا کہ آج کی رات اپنی بچپن کی یادوں کو تازہ کریں گے۔ کیرم کھیلیں گے۔ گپ شپ کریں گے اور تم ہو کہ آج بھی ان ہی "مزاجی خدا" سے باتیں کرنے کو مچل رہی ہو۔" اس نے برہمی سے کہا۔
"تم چلو تو میں آتی ہوں۔" اس نے زور دے کر کہا۔ وہ تاسف سے سرہلا کر نیچے اتر گئی۔
اس نے ایک گہری سانس لے کر خود کو نارمل کرنا چاہا۔ اور ایک مرتبہ پھر سائر کو کال ملانے لگی۔ بیل جارہی تھی مگر وہ فون ریسیو نہیں کر رہا تھا۔
اس نے تھک کر فون کان سے ہٹا دیا۔ اور اسے میسج کرنے لگی کہ کن حالات میں وہ یہاں آئی ہے اور یہ بھی کہ اس کا فون ریسیو کرے۔ یا خود اسے فون کرے۔ فون اس نے چھت پر رکھی کین کی چھوٹی سی ٹیبل پر رکھ دیا۔ اور خود لایعنی سوچوں میں گھری سامنے دکھائی دیتے لان میں جھانکنے لگی۔ تب ہی میسج کی بیپ ہوئی۔ وہ تیزی سے فون تک آئی۔
"ہم کافی پر تمہارا ویٹ کر رہے ہیں۔ باتیں ہو چکی ہوں تو فوراً "نیچے آجاؤ۔" ٹیکسٹ ماریہ کا تھا۔ وہ ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئی۔
کچھ دیر وہ یوں ہی گم صم رہی پھر چاروناچار نیچے اتر آئی۔ جہاں وہ تینوں انہماک سے کیرم کی بازی جمائے بیٹھے تھے۔
"بڑی جلدی آگئیں۔" اسے دیکھ کر ماریہ طنزیہ بولی۔
"آجاؤ میرو قسم سے وہ وہ شارٹ کھیل رہا ہوں کہ خود مجھے اپنے آپ پر حیرت ہو رہی ہے۔" سعد نے چہکتے ہوئے کہا۔
"میرے دوست انہیں دھپل شاٹس کہتے ہیں۔ آپ کی حیرت کچھ ایسی بھی بے جا نہیں۔" عاشر تپ کر بولا۔
"آؤ بیٹھو۔" ماریہ نے اپنے نزدیک جگہ بنائی۔
"نہیں تم لوگ بیٹھو۔ میرے سر میں درد ہے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

سوؤں گی۔" وہ گہری سنجیدگی سے بولی تو ایک پل کے لیے سب ہی نے اسے حیرت سے دیکھا۔

"چلو کوئی بات نہیں' جاؤ سو جاؤ۔" اس کی اتری صورت نے اس کی کہی بات کا بھرم رکھ لیا تھا تب ہی عاشر نرمی سے بولا۔

"ہاں ہاں تم جاؤ' اس کے لیے تو میں ہی کافی ہوں۔" سعد شیخی سے بولا۔ مگر ماریہ کچھ نہیں بولی۔ حالانکہ صرف وہی تھی جس کے پاس بولنے کے لیے بہت کچھ تھا۔

☼ ☼ ☼

"وہ تو جانا نہیں چاہ رہی تھی میں نے ہی اسے زبردستی بھیج دیا کہہ رہی تھی سائر سے اجازت لے کر جاؤں گی۔ بہت تابعدار اور فرمانبردار بچی ہے۔ بہت خوش نصیب ہو تم سائر! ماشاءاللہ۔ ایسا ہے کہ تم اسے فون کرلینا تاکہ وہ کسی پریشانی کا شکار نہ ہو جائے۔" وہ ماپارہ کو ڈراپ کرکے گھر آیا تو یہاں یہ خبر منتظر تھی۔ وہ جو صوفے کی پشت سے سر ٹکائے ریلیکس بیٹھا ہوا تھا ان کی بات پر چونک کر سیدھا ہوا۔

"کب گئی؟" اس نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"کچھ ہی دیر گزری ہے۔" انہوں نے بتایا۔

"اوکے۔" وہ کہہ کر اٹھا اور اپنے کمرے میں چلا آیا۔ اس کا فون رنگ ہو رہا تھا۔ اس نے دیکھا میرب کا تھا۔ اس کے جبڑے یکدم بھینچ گئے اور اس نے فون بنا آف کیے ہی بیڈ پر اچھال دیا۔

عورت اور اس کے مکر' بابا کو اپنی ڈھال بنا رہی ہو میرب۔ بہت غلط کر رہی ہو۔ بہت ہی غلط۔ اس کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔

☼ ☼ ☼

ساری تیاری وہ پہلے ہی مکمل کرچکی تھی۔ مگر وقار صاحب سے اجازت لینے کا مسئلہ اب بھی درپیش تھا۔ دوپہر اب ڈھل رہی تھی۔ وقار صاحب آرام کرنے کے بعد اب اپنے کمرے سے نکل کر لاؤنج میں چلے آئے تھے اور لالی کو چائے کا کہنے کے بعد اب صوفے پر براجمان چینل سرچنگ میں مصروف تھے۔ تب ہی اجیہ نے موقع غنیمت جانا اور ان کے پاس چلی آئی۔

"بابا۔ وہ بات دراصل یہ ہے کہ" اٹک اٹک کر کہنا شروع کیا۔ زندگی میں انسان بہانہ بازی کرتے ہوئے پہلی دفعہ اٹکتا ہے۔ اس کے بعد رواں ہو جاتا ہے۔ یہ اسے کھیل سا محسوس ہونے لگتا ہے۔

"ہاں بولو۔ کوئی پرابلم ہے۔ پیسے چاہئیں۔" انہوں نے ٹی وی سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا جو کہنے اور نہ کہہ پانے کی متضاد کیفیت کے زیر اثر تھی۔

"میری فرینڈ شینا ہے نا۔ اس کے گھر شام میں گیٹ ٹوگیدر ہے۔ مجھے بھی انوائٹ کیا ہے اس نے' ان فیکٹ مجھے لینے آرہی ہے۔ میں جاؤں۔" اس نے تمام تر ہمت مجتمع کرکے کہہ ہی دیا۔ شینا کے نام پر بابا کے تاثرات تیزی سے بگڑے تھے۔

"کس قسم کی گیٹ ٹوگیدر۔" انہوں نے خشک لہجے میں استفسار کیا۔

"ایسے ہی۔" اس کا حلق خشک ہونے لگا۔

"بھلا یہ کون سا طریقہ ہے اجازت لینے کا۔ شام میں پارٹی ہے۔ تم ایک گھنٹہ قبل بتا رہی ہو۔ اسے اجازت طلب کرنا نہیں مطلع کرنا کہتے ہیں۔" وہ ناگوار لہجے میں بولے۔

"بابا۔ آج تک میں اس کے گھر نہیں گئی۔ آج موقع تھا تو سوچا کہ" اسے سمجھ ہی نہیں آیا کہ کیا کہے۔ اس کا دل پتے کی طرح لرز رہا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ خوف بھی لاحق تھا کہ اگر انہوں نے نہ جانے دیا تو۔

"آج تک گھر نہیں گئیں تو کیا ہوا۔ وہ محترمہ تو آئے دن یہیں پائی جاتی ہیں۔ پھر کوئی تقریب ہوتی تو اور بات تھی۔ یہ گیٹ ٹوگیدر میں شرکت کرنا کوئی ضروری تو نہیں۔" انہوں نے دو ٹوک لہجے میں گویا اپنا فیصلہ سنا دیا۔ اس کے آنسو یکدم ہی بہنے لگے۔

"میری کوئی بہن نہیں۔ ہمارا کوئی رشتے دار نہیں۔ میرا بھی دل چاہتا ہے' کہیں جاؤں! دوست بناؤں تو آپ لوگ خفا ہو جاتے ہیں۔ بتائیں میں کیا کروں۔" وہ اپنا سر تھام کر روتی ہوئی سامنے صوفے پر ٹک گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

وقار اس کے یوں رونے پر بے چین سے ہو گئے۔ لالی جو چائے رکھنے آئی تھی۔ فکر مندی سے اجیہ کو دیکھنے لگی۔

"لالی۔ ذرا پانی لے کر آؤ۔" وقار صاحب نے دھیمے لہجے میں کہا۔ وہ پلٹ گئی۔

"اس طرح رونے سے کیا ہوگا۔ شاباش 'خاموش ہو جاؤ۔" انہوں نے نرم روی سے اسے پچکارا۔ انہیں نرم پڑتا دیکھ کر وہ اور زور زور سے رونے لگی۔

"لو پیو پانی۔ لالی بیٹا دو اجیہ کو گلاس۔" لالی پانی لے آئی تھی' انہوں نے صوفے پر بیٹھے بیٹھے ہی اسے کہا۔

در حقیقت اس کے رونے سے انہیں بے حد تکلیف ہو رہی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ ان کے بچوں نے ایک محروم زندگی گزاری ہے۔ مگر مجبور تھے' زندگی کبھی کبھار آپ کو اس زاویے سے پٹختی ہے کہ دوبارہ اٹھنا ناممکن میں سے لگنے لگتا ہے۔

"نہیں پینا مجھے پانی۔" اس نے لالی کا ہاتھ پرے کیا۔

"پانی پیو اور جا کر تیار ہو جاؤ۔ تمہاری سہیلی تمہیں لینے آتی ہی ہوگی۔" انہوں نے دانستہ خوش دلی سے کہا۔

"سچ بابا۔" اس نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے بے ساختہ کہا۔

"ہاں جاؤ مگر جلدی آجانا۔ کتنے بجے بھیجوں سائر کو۔" وہ اب ایک مرتبہ پھر ٹی وی پر مصروف ہو گئے۔

"سائر بھائی کو۔ دس گیارہ بجے تک۔" پہلے تو اس نے سائر کو منع کرنا چاہا مگر آج ہی سارے مطالبات منظور نہیں ہو جانے تھے' اسی لیے واپسی کا وقت بتا دینا اس نے مناسب سمجھا۔ اور جلدی سے اٹھ کر کمرے میں چلی آئی' مبادا وقار کوئی اور سوال کر بیٹھیں۔ وقار نے اس کے کھلکھلاتے وجود کو طمانیت سے دیکھا۔

"چلو کیا حرج ہے۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے بچی۔ جاتی ہی کہاں ہے۔" وہ چائے لبوں سے لگا کر خبریں سننے بیٹھ گئے۔

☆ ☆ ☆
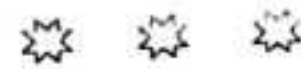
"میری بیٹی اداس ہو رہی ہے۔" ابراہیم آرام کرسی پر بیٹھے تھے جبکہ میرب نے اپنا سر ان کے گھٹنوں پر رکھا ہوا تھا۔

"جی بابا۔ یہ آپ کو یکایک ہی عاشر کے ساتھ جانے کی کیا سوجھی۔" وہ اداسی سے بولی۔

"بیٹا۔ اس کا ذہن مجھ میں ہی اٹکا رہتا اب تو۔ ایسے میں اس کی کام میں یکسوئی متاثر ہوتی۔ اب میں اس کے سامنے رہوں گا تو اسے تسلی رہے گی۔" وہ نرمی سے اس کا سر سہلا کر بولے۔

"اور میں۔ میرا نہیں سوچا آپ نے کہ میں آپ کو کتنا مس کروں گی۔" وہ گردن اٹھا کر انہیں ناراض نگاہوں سے دیکھ کر بولی۔

"مِس تو میں بھی کروں گا بچے۔" ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"مگر تم سے زیادہ اب عاشر کو میری ضرورت ہے۔ تمہاری تنہائی اور میری فکر اب ختم ہو چکی ہے۔ مگر عاشر تو ابھی تنہا ہے نا۔ اس کی تنہائی بانٹنا بھی تو ضروری ہے۔" وہ متانت سے بولے۔

میری تنہائی شاید ابھی ختم نہیں ہوئی بلکہ کچھ اور بڑھ گئی ہے بابا۔ وہ سوچنے لگی۔

"کہاں کھو گئیں۔ بھئی تم تو میرے جگر کا ٹکڑا ہو جو میں نے بڑے مان کے ساتھ وقار کو سونپا ہے۔ اس امید پر کہ وہ تمہارا بالکل اسی طرح خیال رکھے گا جیسا کہ میں رکھا کرتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ وقار واقعی تمہیں بہت پیار اور اہمیت دیتا ہے' کیوں؟" وہ اس سے پوچھنے لگے۔

"جی بابا۔ وہ میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔" اس نے مضبوط لہجے میں کہا۔ واقعی اس میں شک نہیں تھا۔ مگر جس کے حوالے سے وہ اس گھر میں گئی تھی کیا اسے بھی اس کا خیال ہے۔ وہ پھر سے سوچنے لگی۔

"اب تم اس طرح اداس ہو گی تو میرا دل تو یہیں رہ جائے گا بھئی۔" وہ کہنے لگے "ہم اسکائپ پہ بات کریں گے۔ میں تمہیں فون کرتا رہوں گا۔ اور پھر ایک سال کی تو بات ہے۔ عاشر کا کنٹریکٹ ختم ہوتے ہی ہم واپس لوٹ آئیں گے۔" وہ اسے تسلیاں دیتے رہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"پرامس کریں مجھ سے روز بات کریں گے۔" میرب نے بچوں کی سی معصومیت سے کہا۔ وہ ہنس دیے۔

"بھئی پرامس۔ اور ہاں' ماریہ کا گھر اب تمہارا میکا ہے' تمہارا جب دل چاہے یہاں آکر رہنا' ملنا۔ کیونکہ یہ گھر تو میں کرائے پر چڑھوا رہا ہوں یوں بھی خالی ہی پڑا رہتا ہے اس نے۔ ٹھیک' اب جا کر عاشر کو دیکھو۔ اس کے کام ختم ہوئے یا نہیں۔ یہ نہ ہو کہ فلائٹ نکل جائے۔ اس کی پنکچوئلٹی سے تو تم واقف ہونا۔" وہ مسکرا کر بولے۔

"جی بابا!" وہ اٹھ گئی۔

سارے گھر کا سامان طریقے سے دو کمروں میں منتقل کردیا گیا تھا۔ ان کمروں کو مقفل کر کے چابیاں سعدیہ بیگم کے حوالے کردی گئی تھیں۔ خالی خالی گھر دیکھ کر اس کا دل بھی خالی ہونے لگا۔

اور بابا نے کیا کہا' ماریہ کا گھر میرا میکا ہے اب۔ آپ نہیں جانتے بابا زندگی بہت پیچیدہ ہو گئی ہے۔ اور میں نہیں جانتی کہ ان پیچیدگیوں کو میں کیسے آسان بناؤں گی۔ وہ سوچ گئی۔

☆ ☆ ☆

مقررہ وقت پر شینا اسے لینے آچکی تھی۔ وہ سرخ اور سیاہ جدید تراش خراش کے خوب صورت سوٹ میں ہمیشہ کی طرح بہت' بلکہ بے حد اچھی لگ رہی تھی۔ ایک انوکھی سی چمک نے اس کے دلکش وجود کا احاطہ کر رکھا تھا تب ہی اس کے گاڑی میں بیٹھتے ہی شینا نے اک ستائشی سیٹی سے اس کا استقبال کیا۔

"واؤ۔ آج تو پہچانی نہیں جارہیں تم۔" اس نے گاڑی زن سے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"رہنے دو۔" وہ نجانے کیوں آج شینا کے سامنے جھینپ رہی تھی۔

"نہیں بلیومی۔ آج تو آغا پاگل ہونے والا ہے۔ خیر وہ تو پہلے ہی سے تمہیں دیکھ کر پاگل ہو چکا ہے۔" وہ بولی۔

"ہم کہاں جارہے ہیں۔" اس نے شینا کا تبصرہ نظر انداز کر کے پوچھا۔

"یار۔ گھر ہی جارہے ہیں' وہیں ویٹ کر رہا ہے وہ تمہارا۔" اس نے بتایا۔ وہ بہت تیز ڈرائیو کر رہی تھی۔

"گھر۔ وہ گھبرا کر بولی۔ "مگر میں گھر میں اس سے کیسے ملوں گی۔"

"کم آن۔ وہاں سے وہ تمہیں کہیں لے جانے والا ہے۔" وہ مسکرائی۔ یوں ہی ادھر ادھر کی باتوں میں اس کا گھر آگیا۔ جہاں آغا پہلے ہی اپنی بلیک بی ایم ڈبلیو میں اس کا منتظر تھا۔ وہ گاڑی سے اتری۔ شینا زن سے گاڑی دوبارہ بھگا لے گئی۔ وہ کچھ جھجکتے ہوئے گاڑی میں آبیٹھی۔

"زہے نصیب" وہ اس کے بیٹھتے ہی شوخی سے بھرپور آواز میں بولا۔ اجیہ کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ گئے۔ اس کا اعتماد زائل ہونے لگا۔ گاڑی آگے بڑھ گئی۔

"کچھ بولو بھی۔ فون پر تو خاصی گفتگو کر لیتی ہو۔" وہ پھر بولا۔ وہ چاہ کر بھی کچھ بول نہیں پارہی تھی۔ آغا کے وجود سے پھوٹتی مہنگے کولون کی خوشبو اس کے حواس مختل کیے ہوئے تھی۔

"چپ بیٹھنے کے لیے آئی ہو تو بہت غلط کیا ہے۔ ایسے تو بات نہیں بنے گی۔" وہ بولا۔

"نہیں تم بات کرو۔ میں سن رہی ہوں۔" وہ اپنے حواس کو مجتمع کر کے گویا منمنائی۔

"نہیں میں تمہیں سنوں گا' تم بولو۔" وہ ضدی لہجے میں بولا۔

"کیا بولوں؟" وہ بے بسی سے بولی۔

"یہی کہ میں کیسا لگا؟" وہ بہت خراماں خراماں ڈرائیو کر رہا تھا۔

"تم تم اچھے ہو۔" وہ کسی قدر اعتماد سے بولی۔

"محض اچھا؟" وہ مایوسی سے بولا۔ "میں تو سمجھا تھا کہ شاید یہ آتش عشق دونوں طرف برابر لگی ہوئی ہے۔"

"عشق وشق کا تو مجھے نہیں پتا مگر تم اچھے بندے ہو۔" وہ اب کی بار پختہ لہجے میں بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"چلو تم نے اچھا ہی سمجھ لیا اس ناچیز کو یہی بہت ہے۔" وہ فدویانہ انداز میں بولا۔

"مگر جان زندگی۔ میں تم سے عشق کر بیٹھا ہوں۔ اس جرم کی تم جو سزا تجویز کرو گی' مجھے قبول ہوگی۔" اور اجیہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس کے اس مکالمے کا کیا جواب دے۔

"بھئی' یہ جو تم تھوڑی دیر بعد خاموش ہو جاتی ہو نا' یہ غلط ہے۔" وہ جھلا کر بولا۔

"تمہارے عشق کا میں کیا جواب دوں؟" وہ ناسمجھی سے بولی۔

"بہت نادان ہو لڑکی۔ تمہیں تو بہت کچھ سکھانا پڑے گا۔" وہ جیسے تاسف سے بولا۔

"میں ایک اچھی شاگرد ثابت ہوں گی۔" وہ دلکشی سے مسکرائی۔

"خوب۔ حالات اتنے بھی برے نہیں۔" وہ محظوظ ہوا۔ پھر پوچھنے لگا۔

"کہاں چلنا ہے؟"

"جہاں تم لے چلو۔" اس نے گویا اجازت دی۔

"ہوں۔ جملہ خاصا خوش آئند ہے۔" وہ ذو معنی لہجے میں بولا۔ وہ مسکرا دی۔

اور اس کے سنگ سفر کرتے ہوئے۔ عہد و پیمان باندھتے ہوئے۔ ہر فکر کو چٹکیوں میں اڑاتے ہوئے اجیہ یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ یہ جملہ خوش آئند نہیں تھا۔ بالکل بھی نہیں۔

☆ ☆ ☆

"یہ تمہاری بہن ہے نا' اللہ کی قسم بے حد حسین ہے۔"

مانو آڈیٹوریم میں ناظرین کی نشستوں پر اپنی دوستوں کے گروپ کے ساتھ براجمان تھی۔ آج ڈرامہ قلوپطرہ اسٹیج ہو رہا تھا۔ قلوپطرہ کا کردار چندا ادا کر رہی تھی۔ اداکاری تو خیر اس کی اوسط درجے کی تھی مگر اس کا حسن۔ آج اگر سینکڑوں لوگوں کے درمیان کوئی چہرہ جگمگا رہا تھا تو وہ اسی کا تھا۔ مانو کی سہیلیوں میں سے تھوڑی تھوڑی دیر بعد کوئی نہ کوئی یہ کمنٹ کر رہی تھی۔ کوئی متاثر ہو کر' کوئی رشک سے' کسی کا لہجہ حسد و جلن سے لبریز تھا۔ الغرض آج کی محفل بلاشبہ چندا نے تسخیر کر لی تھی۔

سب کی نگاہوں میں اس کے لیے واضح پسندیدگی تھی مگر کچھ "خاص" نگاہیں اسے کسی اور ہی زاویے سے جانچ رہی تھیں۔

قلوپطرہ۔ جو حسین اتنی نہیں تھی مگر وہ ساحرہ تھی۔ دیکھنے والی نگاہوں کو اس کے گرد ایک مقناطیسیت محسوس ہوتی۔ وہ ساحرہ تھی اور اس کے حسن کے چرچے کئی صدیاں گزر جانے کے بعد بھی تھے اور اسٹیج پر موجود یہ قلوپطرہ ساحرہ ہی نہیں تھی' بے تحاشا حسین بھی تھی۔ اور حسن و سحر کا یہ امتزاج کتنی صدیوں تک چرچوں میں رہنے والا تھا۔

اس کا اندازہ وہ دو نگاہیں لگا رہی تھیں۔

☆ ☆ ☆

"گھر چلو شام تک تمہیں' تمہارے سسرال ڈراپ کر دیں گے۔" سعد جو ڈرائیو کر رہا تھا۔ میرب کی اتری شکل دیکھ کر بولا۔ وہ لوگ اس وقت ایئرپورٹ سے واپس آ رہے تھے۔ عاشر اور ابراہیم جا چکے تھے اسے ڈھیروں نصیحتیں' تاکیدیں کر کے۔

"ہاں۔ ویسے بھی اس وقت صبح کے نو ہی تو بجے ہیں۔ آرام سے نیند پوری کر کے جانا تم اپنے گھر۔" ماریہ بھی دل جوئی کرنے والے لہجے میں بولی۔

"نہیں۔ مجھے میرے گھر ہی ڈراپ کر دو۔" وہ آہستگی سے بولی۔

"کچھ گھنٹوں کی تو بات ہے۔ اس طرح اترا ہوا منہ لے جانا کیا اچھا لگے گا۔" ماریہ نے اپنائیت سے ڈپٹا۔

"پلیز ماریہ! ویسے ہی میرے سر میں درد ہے' اپنے گھر جا کر ہی آرام ملے گا۔" اس نے بے مروتی سے کہا۔ تو ماریہ چپ کی چپ رہ گئی۔ پھر سعد نے بھی کوئی بات نہیں کی' خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا۔ یہاں تک کہ میرب کا گھر آ گیا اور وہ اپنا چھوٹا سا کالا بیگ تھامے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

گاڑی سے اتر آئی۔

"تھینک یو اور اللہ حافظ۔ اس وقت سب سوئے ہوئے ہوں گے' نہیں تو اندر آنے کے لیے کہتی۔" وہ ذرا سا جھک کر اندر جھانکتے ہوئے بولی۔

"شکریہ کی ہمیں ضرورت نہیں' البتہ تمہارا شکریہ کہ تم نے ہمیں اندر آنے کی دعوت دی۔ اب جاؤ اندر۔ ہمیں بھی گھر پہنچنا ہے۔" ماریہ نے اس کی بات کا ناراضی آمیز جواب دیا۔ وہ کچھ کہے بغیر پلٹ کر گیٹ کی طرف چل دی جسے چوکیدار اس کے لیے وا کر چکا تھا۔ وہ تھکی تھکی سی اندر داخل ہوئی گو کہ اس کا بیگ اتنا بھاری نہیں تھا مگر نیند کی کمی' گہری اداسی اور نامعلوم سی تھکن' جو وہ خود پر طاری محسوس کر رہی تھی' ان سب نے مل کر اس کا وزن کئی گنا بڑھا دیا تھا۔ تب ہی اس نے ایک جھٹکے سے بیگ پتھر کی روش پر رکھ دیا۔ چند ثانیے رک کر اس نے ایک لمبی سی سانس لی پھر بیگ کا ہینڈل تھامنے کے لیے جیسے ہی ہاتھ بڑھایا' کسی نے اس سے پہلے ہی اسے پکڑ کر اٹھا لیا تھا۔ وہ بے تحاشا چونک اٹھی۔ یہ سائر تھا۔ جو یقیناً" اس وقت جاگنگ سے واپس آیا تھا۔ وہ اس سے بنا کچھ کہے بیگ لیے گھر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ گیا۔ میرب کے قدم من من بھر کے ہو گئے۔ تاہم وہ بھی لان عبور کر کے گھر میں داخل ہوئی۔ اندر صبح کا مخصوص سناٹا پھیلا ہوا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں چلی آئی۔ سائر اس کا بیگ صوفے پر رکھ کر شاور لینے جا چکا تھا۔ آنے والے وقت کے اندیشوں نے اس کا وجود لرزا رکھا تھا۔ سائر کے موڈ کا اندازہ وہ اچھی طرح لگا چکی تھی۔ تب ہی کچھ پریشان' کچھ گم صم سی وہ صوفے پر ٹک گئی۔ تب ہی تولیے سے بال رگڑتا' نکھرا نکھرا سا سائر باتھ روم سے برآمد ہوا۔

"سائر۔ مجھے بابا نے زبردستی بھیجا تھا۔ میں آپ سے پوچھ کر جانا چاہتی تھی مگر سچویشن کچھ ایسی ہو گئی کہ میں بابا کو انکار نہ کر سکی۔ پھر بابا جان اور عاشر کی فلائٹ بھی تھی۔ مجھے ان کے ساتھ بھی تو ٹائم اسپینڈ کرنا تھا نا۔ مگر میں نے آپ کو وہاں جاتے ہی کالز کی فون کیے مگر آپ نے ریسیو نہیں کیے' نہ ہی میرے کسی میسج کا جواب دیا۔ بابا بھی آپ کا پوچھ رہے تھے۔ بہت۔ ان سے تو آپ نے فون پر بات کر لی تھی مگر مجھے کال نہیں کیا۔" پتا نہیں وہ کیا کہنا چاہ رہی تھی۔

"تمہارے نزدیک میری کیا اہمیت ہے۔ وہ میں اچھی طرح جان گیا ہوں اس لیے بہتر ہو گا کہ تم مجھے ڈسٹرب کیے بغیر چپ چاپ سو جاؤ یا جو دل چاہے کرو۔" وہ بال سنوارتے سنوارتے یک دم مڑ کر زہرخند لہجے میں بولا۔

"آپ کی اہمیت کیسے نہیں ہو گی سائر! آپ میرے شوہر ہیں۔" وہ احتجاجاً" بولی۔

"مجھے تمہاری بکواس سے دلچسپی نہیں۔" اس نے میرب کا احتجاج چٹکیوں میں اڑا دیا۔

"آخر میں نے ایسا کیا کر دیا ہے سائر! جو آپ مجھ سے شادی کے محض ڈیڑھ ماہ بعد ہی اتنا روڈ بی ہیو کر رہے ہیں۔" وہ روہانسے لہجے میں بولی۔

"اپنے آپ سے پوچھو۔" وہاں اطمینان کا وہی عالم تھا جب کہ اس کے اندر جوار بھاٹا اٹھنے لگا۔ اور وہ یک دم ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ وہ جو بڑے مطمئن انداز میں اپنے بال سنوار رہا تھا چونک کر مڑا۔

"اوہ نو۔ یہ کیا بچپنا ہے؟" وہ اس کے نزدیک آ کر ناگواری سے بولا۔ اس کے رونے میں کچھ اور شدت آ گئی۔

"پلیز۔ خاموش ہو جاؤ۔" وہ پریشانی سے بولا۔ پھر روم فریج تک گیا اور اس میں سے پانی کی بوتل نکالی۔ گلاس میں پانی انڈیلا اور اس کے قریب آیا۔

"یہ لو پانی پیو۔ اور خدا کے واسطے چپ ہو جاؤ۔ مجھے کسی کو روتے دیکھ کر وحشت ہوتی ہے۔" وہ مضطرب تھا۔

"نہیں چاہیے پانی۔" وہ بھی ضدی ہو گئی۔

"دیکھو۔ پانی پیو اور آرام کرو۔ اگر ناشتا کرنا ہے تو میں لالی سے کہہ دیتا ہوں۔" وہ اب ملائمت سے کہہ رہا تھا۔ اس نے گلاس تھام کر لبوں سے لگا لیا۔

"شکریہ میں سوؤں گی۔" وہ اپنے آنسو پونچھ کر بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"اوکے' میں باہر جا رہا ہوں۔ تم آرام سے سو جاؤ۔" وہ ہنوز نرم لہجے میں بولا۔ میرب نے لیٹ کر کمبل اپنے اوپر پھیلا لیا۔ وہ اے سی کی کولنگ بڑھاتا ہوا روشنی بجھا کر باہر آ گیا۔

کیا عجیب شخص ہے یہ پہلے رلاتا ہے پھر بہلاتا ہے۔ اس نے سونے سے قبل آخری بات یہی سوچی تھی۔

☆ ☆ ☆

"کیا کروں۔ کیا کروں آخر۔" وہ اپنے نیم تاریک بوسیدہ فلیٹ میں اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھامے بیٹھی تھی۔ اسے مری سے آئے ہوئے بھی ایک ہفتے سے زائد ہو چلا تھا۔ مگر نجانے کیا بات تھی جوں ہی وہ فون ملانے لگتی ایک دم ہی وحشت زدہ ہو کر کال بند کر دیتی۔ زندگی میں یہ پہلا موقع تھا جو وہ کسی معاملے میں اس قدر سوچ بچار سے کام لے رہی تھی۔ شاید سب کچھ لٹا کر جو آخری داؤ کھیلتے ہیں ان کی کیفیت یہی ہوتی ہو گی۔ امید و ناامیدی کے بین بین۔ ناامیدی سو فیصد۔ امید چند فیصد۔ ہارنے کی صورت میں کنگال ہو جانے کا امکان اس کی جان سولی پر اٹکائے ہوئے تھا۔ جبکہ ہارنے کے لیے اس کے پاس جان کے علاوہ شاید کچھ بچا بھی نہیں تھا مگر وہ یہ آخری داؤ کھیلنا چاہتی تھی۔ خود جیتنے کے لیے نہ سہی۔ کسی کو ہرانے کے لیے۔ بدترین شکست دینے کے لیے بہترین حکمت عملی ضروری ہے۔

"مگر جب تک پہلا قدم نہیں اٹھاؤں گی' آگے کے راستے کا تعین کیونکر کر سکوں گی۔" اس نے اپنا مورال بلند کرنا چاہا۔ اسے کچھ ڈھارس ہوئی۔ اور ایک مرتبہ پھر فون ہاتھ میں تھام لیا۔ دوسری طرف بیل جا رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

"ہیلو۔ کیا میں آصف شیرازی سے بات کر سکتی ہوں؟" چندا دوپٹا اچھی طرح سر پر جمائے فون پکڑے کھڑی تھی۔ یہ کالج سے چھٹی کا وقت تھا۔ اس سے قبل کہ مانو آ جاتی' اسے یہ اہم کال کرنی ہی تھی۔ وہ اس وقت کالج کے سامنے بنی فوٹو اسٹیٹ شاپ کے پی سی او' پر موجود تھی۔

آصف شیرازی... ملک کے نامور ڈائریکٹر شکیل احمد ملک کے گروپ کا ایک ورکر تھا' کام نئے ٹیلنٹ کو احمد ملک تک لانا تھا۔ آصف شیرازی کی گھاگ نگاہوں نے چندا کے قیامت خیز حسن کو تاڑ لیا تھا پھر اداکاری بھی وہ اچھی نہیں تو بری بھی نہیں کر رہی تھی۔ اسی لیے اپنا وزیٹنگ کارڈ اس نے چندا کو دے کر کال کرنے کو کہا تھا اور چندا پر تو گویا شادی مرگ کی سی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔

"آپ کون؟" وہاں سے آپریٹر کی شیریں و ملائم آواز سنائی دی۔

"میں... آپ ان سے کہیں کہ کالج فنکشن میں انہوں نے اپنا وزیٹنگ کارڈ مجھے دیا تھا۔" اس نے کچھ سوچ کر کہا۔

"ویٹ کیجیے۔" فون ہولڈ کر دیا گیا۔ کچھ دیر بعد کسی نے فون اٹھایا۔

"ہیلو..." وہ بے تابی سے بولی۔

"ہیلو... جی کون؟" وہاں سے کچھ دیر بعد اجنبی لہجے میں استفسار کیا گیا۔ اسے کچھ سبکی سی محسوس ہوئی۔

"بھول گئے آپ... آپ ہی نے تو مجھے اپنا وزیٹنگ کارڈ دیا تھا۔" اس نے یاد دلایا۔ اس کی نظریں کالج کے گیٹ کا بھی احاطہ کیے ہوئے تھیں۔

"اوہ... اچھا اچھا آپ' بھئی کہیے کیسے یاد کیا۔" یک دم ہی خوش دلی سے پوچھا گیا۔

"آپ نے مجھے کہا تھا کہ میں اگر انٹرسٹڈ ہوں تو آپ مجھے ٹی وی پر کام دلا سکتے ہیں۔" وہ وقت ضائع کیے بغیر بولی۔

"جی کیوں نہیں' بالکل دلا سکتے ہیں۔" وہ خوش اخلاقی سے بولا۔

"تو میں کیا کروں اس کے لیے' میرا مطلب ہے کہ کہاں آؤں؟" وہ پوچھنے لگی۔

"دیکھیے ڈائریکٹ ٹی وی اسٹیشن آئیں گی تو شاید

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آپ کا کام نہ بنے۔ ایسا ہے کہ پہلے آپ مجھ سے کہیں ملاقات کریں۔ میں آپ کو دیگر باتیں جو اس فیلڈ کے لیے ضروری ہیں، سمجھا دوں گا اس طرح آپ کے لیے آسانی پیدا ہو جائے گی۔" وہ بولا۔

"کہاں ملنا ہوگا۔" وہ بہ عجلت بولی۔

"جہاں آپ کے لیے سہولت ہو۔" بندہ بہت سمجھ دار تھا۔

"کل ہی مل لیں۔۔۔ کالج ٹائم میں، میں آجاؤں گی نیشنل پارک میں۔" وہ بولی۔

"نیشنل پارک تو کافی بڑا ہے، وہاں کہاں کہاں ڈھونڈوں گا میں آپ کو۔" وہ کچھ پریشانی سے بولا۔

"کینٹین کی طرف آجائیے گا، ٹھیک نو بجے۔"

"چلیں، ٹھیک ہے۔ پھر کل انتظار رہے گا آپ کا۔" وہ بولا۔

"ہاں۔۔۔ ہاں او کے۔" اس نے کہہ کر کھٹ سے فون رکھ دیا۔ تب ہی گیٹ سے باہر مانو یہاں وہاں متلاشی نگاہوں سے دیکھتی نظر آئی۔

"چلو۔۔۔" وہ اس کے قریب آکر پھولی پھولی سانسوں کے درمیان بولی۔

"کہاں تھیں تم۔۔۔ اتنی دیر سے انتظار کر رہی ہوں۔ تھکتی نہیں ہو تم دوستوں سے باتیں بکھار بکھار کے۔" چندا نے مانو کو ڈپٹا۔ وہ ہونق بنی اس کی شکل دیکھے گئی۔

"مگر تمہیں تو میں کب سے اندر تلاش کر رہی تھی۔ ہم دونوں ساتھ ہی باہر آتے ہیں نا۔"

"تمہیں بھی میں نے اندر تلاش کیا تھا۔ تم کہاں تھیں۔" وہ اسے جھاڑ کر بولی۔

"میں تو کچھ دیر پہلے ہی اپنی کلاس سے نکلی ہوں۔" وہ صفائی دینے والے لہجے میں بولی۔

"بس بس۔۔۔ گھر چلو بہت گرمی ہے آج۔" وہ ڈپٹ کر بولی تو مانو کندھے اچکا کر اس کے ساتھ چل پڑی۔ چندا کی آنکھوں میں چمک تھی اور چال میں مستی مگر یہ باتیں مانو محسوس نہ کر سکی۔

☼ ☼ ☼

اوفوں! کتنی بے ترتیبی پھیلا رکھی ہے یہاں۔ میرب نے خود کلامی کی۔ زندگی اپنی مخصوص ڈگر پر رواں دواں تھی سو اس نے بھی گھر کے توجہ طلب امور میں دلچسپی لینا شروع کر دی۔ پہلے پہل صفائی والی سے گھر کی تفصیلی صفائی اپنی نگرانی میں کروائی۔ شریف سے لاؤنج کی سیٹنگ کچھ تبدیل کروائی۔ لان تو مناسب ہی تھا۔ ہاں البتہ کچھ پودے گل سڑ چکے تھے، انہیں اکھڑوا کر ان کی جگہ نئے پودے لگانے کا حکم صادر کیا۔ کچن کی صفائی وغیرہ کے لیے ایک پورا دن درکار تھا سو اسے بعد کے لیے اٹھا رکھا اور خود شاور لینے اپنے روم میں چلی آئی۔ وقار صاحب اسے اس انداز میں دیکھ کر بہت خوشی اور طمانیت محسوس کر رہے تھے۔ اجیہ کچھ دیر قبل کالج سے لوٹی تھی اس نے بھی بھرپور انداز سے اسے سراہا تھا۔ وہ شاور لے کر فریش ہو گئی۔ اک آسودگی سی اسے اپنے رگ و پے میں دوڑتی محسوس ہو رہی تھی اس نے سر پر لپٹا تولیہ اتار کر ڈائننگ چیئر پر رکھا اور گیلے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی تب ہی اس کی نگاہ رائٹنگ ٹیبل کی بے ترتیبی پر پڑی۔

عجیب انسان ہیں۔ چیزوں کو ان کی جگہ پر رکھنا جیسے جانتے ہی نہیں۔ وہ سر جھٹک کر ہلکے سے مسکرائی اور ٹیبل پر پھیلے کاغذات سمیٹنے لگی۔ کاغذات سمیٹ کر اس نے ایک فائل میں رکھے۔ کچھ حساب کتاب کی ڈائریاں تھیں انہیں اوپر تلے ترتیب سے جمایا، پین ہولڈر میں رکھا۔ بزنس رسالوں کو یکجا کر کے ٹیبل میں بنے کیبنٹ میں رکھا، تب ہی اس کی نگاہ ٹیبل کی واحد دراز پر پڑی جس میں سے دو تین کاغذ، پرچیاں باہر جھانک رہی تھیں اس نے دراز کھولنا چاہی مگر وہ لاکڈ تھی۔ اس نے ایک چکنے سے کاغذ کو چھوا، وہ کسی تصویر کا پچھلا حصہ تھا۔ وہ فطری تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس تصویر کو باہر نکالنے کی سعی کرنے لگی۔ جو باہر نکل بھی آئی۔ وہ کسی بے پناہ حسین لڑکی کی تصویر تھی۔ میرب ساکت نگاہوں سے یہ تصویر دیکھے گئی۔ ساحر کی زندگی میں کوئی اور لڑکی تھی۔ نہیں تھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

نہیں۔۔۔ شاید آج بھی ہے۔ ان کا روکھا پھیکا جذبوں سے عاری انداز چیخ چیخ کر کہتا ہے کہ یہ آج بھی ان کی زندگی میں موجود ہے۔۔۔ تو پھر میں کہاں ہوں۔ لمحوں ہی میں اس کے آنسو بھل بھل بہنے لگے یہ انکشاف عجب طرح سے اسے دولخت کر گیا تھا۔ اس نے مردنی سے تصویر کسی ڈائری میں رکھ دی۔ دروازے پر دستک ہو رہی تھی۔ لنچ پر سب اس کا انتظار کر رہے تھے وہ اپنے بقایا آنسو اپنے اندر اتار کر باہر چل دی کسی سے کچھ کہنے سننے کا اب فائدہ نہ تھا۔

اگر میرب تصویر ذرا غور سے دیکھ لیتی تو شاید ایسا نہ سوچتی۔۔۔

☆ ☆ ☆

"یہ آنکھیں نہیں جام سے بھرے پیمانے ہیں۔" آصف شیرازی نے اس سے کہا تھا۔ وہ اس سے مل آئی تھی اور اس ملاقات نے اس کا دماغ عرش معلی پر پہنچا دیا تھا۔ زندگی میں پہلی بار کسی مرد کے منہ سے اتنی بے ساختہ اور کھلی ڈلی قسم کی تعریف سنی تھی اور زندگی میں پہلی بار ہی اسے یہ تجربہ بھی ہوا کہ کسی مرد کی کی گئی تعریف کیسا سرور بخشتی ہے۔

"ان لبوں پر مسکراہٹ تو سجا کر دیکھو۔ ہزاروں قتل نہ ہو جائیں تو کہنا۔" اس کے کانوں میں پھر اس کی آواز گونجی۔ وہ جو کافی دیر سے برآمدے میں لگے آئینے کے سامنے کھڑی مختلف زاویوں سے اپنا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔ ہلکا سا مسکرائی پھر تھوڑا زیادہ پھر مسکراہٹ ہلکے سے قہقہے میں تبدیل ہو گئی۔ برآمدے کے دوسرے سرے پر میتھی کے پتے چنتی بی بی جو کافی دیر سے اسے ہی دیکھے جا رہی تھیں اس کے ہنسنے پر یک دم ہول کر بولیں۔

"اوری چندا۔۔۔ دماغ پر گرمی تو نہیں چڑھ گئی تیرے جو شیشے میں دیکھ کر یوں خوامخواہ قہقہے لگا رہی ہے۔"

اس کے مسکراتے لب یک دم بھینچ گئے اور اس نے بیزاری سے جواب دیا۔

"کبھی تو میری جان چھوڑ دیا کریں۔ آپ کو پورے گھر میں، میں ہی نظر آتی ہوں کیا۔" اب وہ بال کھول کر کبھی آگے کبھی سائیڈ پر ڈال رہی تھی۔

"باؤلی حرکتیں کرتی تو تو ہی دکھتی ہے تو تجھے ہی کہوں گی نا۔" وہ غصے میں اور تیز تیز پتے توڑنے لگیں۔

"آپ سے تو کچھ کہنا ہی بے کار ہے۔" وہ چڑ کر بال سمیٹنے لگی۔

"ہاں کہنے سننے کو شیخ صاحب ہیں نا۔۔۔ ان ہی کو سنایا کر اپنی راگنیاں۔" انہوں نے سر جھٹکا۔

"ہونہہ۔" وہ منہ بنا کر اپنے اور بہنوں کے مشترکہ کمرے میں چلی آئی اور سر منہ لپیٹ کر پڑ گئی۔ سانو کالج کا کچھ کام کر رہی تھی۔ اسے ناوقت لیٹتا دیکھ کر فکر مندی سے پوچھنے لگی۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

"کیوں کیا ہوا ہے مجھے۔" وہ پھاڑ کھانے والے لہجے میں الٹا اسی سے پوچھنے لگی۔ وہ جز بز ہو گئی اور پھر واپس اپنی کتابوں پر جھک گئی۔

"ایک تو ذرا پرائیویسی نہیں اس گھر میں بھیڑ بکریوں کی طرح سب ہی اسی روم میں گھسی رہتی ہیں۔" وہ بڑبڑا رہی تھی۔

"کیسے پورا ہوگا میرا خواب۔۔۔ گھر والے تو ٹی وی کا نام سنتے ہی جان سے مار دیں گے۔ کیا کروں، آخر کیا تدبیر اختیار کروں۔" وہ سوچ کر الجھ گئی۔

☆ ☆ ☆

"پھر کب مل رہی ہو؟"

"اتنی جلدی جلدی ملنا میرے لیے ناممکن ہے آغا! ابھی کچھ دن قبل ہی تو ہم ملے ہیں۔" وہ بولی۔

"مگر میں اپنی تشنگی کا کیا کروں جو مٹتی ہی نہیں بلکہ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔" وہ بے بسی سے گویا تھا۔

"کیا چاہتے ہو تم۔" وہ اپنے دھڑکتے دل کو سنبھال کر بولی۔

"ایک دن پورا میرے نام کرو۔" وہ مچل کر بولا۔

"میرے لیے یہ ممکن نہیں ہے آغا میری مجبوریوں کو سمجھو۔" وہ بے چارگی سے بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN

PAKSOCIETY

"تم میری مجبوری کیوں نہیں سمجھ جاتیں۔" وہ اصرار کرنے لگا۔
"تم مرواؤ گے مجھے۔" وہ ٹھنڈی سانس لے کر پسپا لہجے میں بولی۔
"تم نے تو پہلے ہی مار دیا ہے۔" وہ معنی خیزی سے ہنسا۔
"اچھا ایک دو دن تو دو۔"
"ایک نہ دو... بس کل ملو۔" وہ قطعیت سے بولا۔
"مگر آغا ایسے کیسے... شام میں، میں نہیں آسکتی۔" وہ جھلا کر بولی۔
"تو صبح آجاؤ... کالج بنک کرو۔" نیا مشورہ۔
"ہوں...." وہ پُرسوچ لہجے میں بولی۔ "یہ ہو سکتا ہے۔"
"تو پھر یہی کرو۔" وہ خوش ہو گیا۔
"چلو پھر رات کچھ کنفرم کرتی ہوں' اوکے۔"
"اوکے۔" اس نے فون رکھ دیا۔
"ایسا ممکن تو ہے...." وہ ٹھوڑی پر ہاتھ ٹکائے سوچنے لگی۔
"آرام سے ملاقات بھی ہو جائے گی' بابا کے سوال کا سامنا بھی نہیں کرنا پڑے گا۔" وہ اس کے آئیڈیئے سے متفق تھی۔ تب ہی اس کے فون کی گھنٹی دوبارہ بجی۔
"اب کیا ہے بھئی۔" وہ فون ریسیو کر کے بولی۔ "تم بھی نہ... تمہیں چین نہیں ہے بالکل۔" وہ مسکرائی۔
"میں اجیہ سے بات کر سکتی ہوں...." دوسری طرف کوئی اجنبی لہجے میں بولا۔ اجیہ نے چونک کر فون کان سے ہٹا کر نمبر دیکھا انجان نمبر تھا۔ وہ بنا دیکھے فون اٹھانے کی حماقت کر چکی تھی مگر فون بند نہیں کر سکی کہ دوسری طرف جو کوئی بھی تھی' وہ اسی سے بات کرنے کا کہہ رہی تھی۔
"آپ کون...؟" وہ اچنبھے سے پوچھنے لگی۔
"میں کون...." وہ زہریلی سی ہنس کر بولی۔
"میں کون ہوں' تمہارے باپ نے نہیں بتایا تمہیں۔"
"ایکسکیوزمی۔" اس نے سختی سے ٹوکا۔
"میرے والد کے متعلق تمیز سے بات کیجیے۔"
"خوب... خوب۔ اچھی ٹریننگ دے رکھی ہے اس نے تمہیں۔" وہاں سے پھر نفرت بھرے انداز میں کہا گیا۔
"مگر آپ ہیں کون... اور آپ کو کیا بات کرنی ہے۔ ذرا جلدی کہیے مجھے اور بھی کام ہیں۔" وہ رکھائی سے بولی۔
"ماں کہاں ہے تمہاری؟" وہاں سے سلگتے انداز میں پوچھا گیا۔
"ان کا انتقال ہو چکا ہے۔" وہ بولی۔ تو اسے فون پر اک ہذیانی قہقہہ سنائی دیا۔
"بہت خوب... یہ تمہارے باپ نے بتایا ہے تمہیں؟"
"آپ کیا بکواس کر رہی ہیں' لگتا ہے' آپ نے غلط جگہ فون کر لیا۔" وہ تپ کر بولی۔
"بالکل ٹھیک جگہ فون کیا ہے میں نے اجیہ فاروقی... مدت سے تمہاری تلاش تھی مجھے۔ میری تلاش آج جا کر تمام ہوئی ہے۔" وہاں سے گہرے لہجے میں کہا گیا۔
"مگر آپ کو مجھ سے کیا کام ہے' کچھ پتا تو چلے۔" وہ الجھ کر بولی۔ "اور پھر میں یہ بھی نہیں پہچان پائی کہ آپ ہیں کون۔"
"جان پہچان تو برسوں کی ہے' مگر لگتا ہے کہ تمہیں انجان رکھا گیا ہے۔" وہ گمبھیر لہجے میں بولی۔
"میرا ٹائم ویسٹ کرنے کا شکریہ... میں فون رکھ رہی ہوں۔"
"مجھ سے مل سکتی ہو؟"
"واہ کیا بات ہے آپ کی... آج آپ پہلی بار مجھے فون کر رہی ہیں' میں جانتی تک نہیں آپ کو اور آپ ملنے کا کہنے لگیں۔ کچھ عجیب باتیں نہیں کر رہیں آپ۔" وہ طنز آمیز لہجے میں بولی۔
"چلو رکھ دو فون... اگر کبھی میری ضرورت پڑے تو

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مجھے یاد کرلینا۔" دل گیر لہجے میں کہا گیا۔
"مگر آپ ہیں کون اور مجھے بھلا آپ کی ضرورت کیوں پڑنے لگی۔" وہ استہزائیہ انداز میں بولی۔
"چلو میں بتادیتی ہوں کہ میں کون ہوں.... مگر کیا تم سننے کی تاب رکھتی ہو؟" استفسار کیا گیا۔
"آپ کو پہیلیاں بجھوانے کا شوق ہے کیا؟ سیدھی طرح بات کیوں نہیں کررہی ہیں۔" اس کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہونے لگا۔
"چلو پھر سنو۔"
اور راجیہ کو لگا جیسے زمین و آسمان دونوں اس پر گر پڑے ہوں۔

☼ ☼ ☼

"کیا سوچ رہی ہو؟" سائر جو اپنے بیڈ پر نیم دراز لیپ ٹاپ پر مصروف تھا میرب سے پوچھ بیٹھا۔ وہ کافی دیر سے بظاہر کسی کتاب میں سر دیے ہوئے تھی مگر اس کی توجہ اور دھیان دونوں ہی کہیں اور بھٹک رہے تھے۔ سائر کو وہ کچھ گم صم اور افسردہ سی مگر اپنی اپنی سی لگی تب ہی وہ یہ پوچھ بیٹھا۔
"ہوں.... کچھ نہیں۔" وہ چونک کر بولی۔
"ابراہیم انکل یاد آرہے ہیں؟" وہ لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتا اس سے مخاطب تھا۔
"ہاں...." یک لفظی جواب۔
"فون کرلو انہیں یا اسکائپ پر بات کرلو۔" فراخدلانہ مشورہ۔
"صبح بات ہوئی تھی اسکائپ پر ان سے۔" اس نے بتایا۔
"چلو ریڈی ہوجاؤ.... باہر چلتے ہیں۔" وہ یک دم بولا۔ میرب نے تحیر سے اسے دیکھا۔
"کیا کہا آپ نے؟"
"پانچ منٹ میں ریڈی ہوجاؤ.... ڈرائیو پر چلتے ہیں۔" اس نے لیپ ٹاپ آف کرتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ کپڑے تو میرب نے مناسب ہی پہن رکھے تھے۔ بالوں میں برش پھیر کر اور ہونٹوں پر گلوس لگا کر وہ ریڈی تھی۔ وہ دونوں وقار صاحب کو بتا کر باہر نکل آئے۔

اے حاصل خلوص بتا کیا جواب دوں
دنیا یہ پوچھتی ہے کہ میں کیوں اداس ہوں

اس نے اپنی پسند کا میوزک لگادیا۔ میرب کا دھیان غزل کے بولوں میں اٹکنے لگا۔ اس نے کن اکھیوں سے دیکھا، وہ یہ مصرعہ بار بار دہرا رہا تھا۔ وہ جو کچھ حیرت و خوشی کی ملی جلی سی کیفیت میں اس کے ساتھ چلی آئی تھی اب پھر سے بجھنے لگی۔ وہ اس کے پاس تھا مگر ساتھ کسی اور کے تھا۔
"کچھ بات کرو۔" فرمائش کی گئی۔
"میں زیادہ باتیں نہیں کرتی۔" نروٹھے پن سے بتا دیا۔
"حیرت ہے لڑکیاں تو بہت بولتی ہیں۔" وہ مسکرا کر بولا۔ بلاشبہ اس کی مسکراہٹ مردہ تنوں میں جان ڈالنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ میرب نے ستائشی نگاہوں سے اسے دیکھا۔
"کتنی لڑکیوں کو جانتے ہیں آپ؟" پھر وہ چبھتے لہجے میں پوچھنے لگی۔
"مجھے لڑکیوں میں کوئی دلچسپی نہیں۔ یوں ہی ایک بات کی جو خاصی مشہور ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔
"آپ اتنے روڈ کیوں رہتے ہیں۔" وہ اسے دیکھ کر بولی۔
"میری عادت ہی کچھ ایسی ہے۔" وہ انہماک سے ڈرائیو کررہا تھا۔
"آپ کا کوئی بیسٹ فرینڈ ہے؟" وہ کچھ سوچ کر پوچھنے لگی۔
"نہیں.... مگر یہ تم کیوں پوچھ رہی ہو؟" یک دم ہی اس کے منہ کے زاویے بگڑ گئے تھے۔
"یوں ہی۔" وہ باہر دیکھنے لگی۔
"آئس کریم کھاؤگی.... لڑکیاں شوق سے کھاتی ہیں۔" وہ سمندر کے کنارے ایک آئس کریم پارلر کے سامنے گاڑی نسبتاً" آہستہ کرکے بولا۔
پھر لڑکیاں؟ یہ کن لڑکیوں کا ذکر کررہا ہے.... یوں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

کیوں نہیں کہتا کہ "وہ" لڑکی باتیں بہت کرتی تھی' آئس کریم شوق سے کھاتی تھی۔ وہ اداسی سے سوچنے لگی۔

"کہاں کھو گئیں۔۔۔ جواب دو۔"

"ہاں۔ کھلا دیں۔" وہ نیم دلی سے بولی۔ وہ گاڑی پارک کرنے لگا۔ وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ سامنے ہی تاحد نگاہ تک وسیع سمندر مرکری لائٹس کی روشنی میں نہایا دکھائی دے رہا تھا۔ سمندر کی مخصوص تند و تیز ہواؤں نے ان کا استقبال کیا۔ وہ پارلر میں داخل ہوئی۔ ملگجی سی روشنی میں پارلر کا ماحول بڑا دلفریب محسوس ہو رہا تھا۔

"کون سا فلیور لو گی۔" وہ چیئر پر بیٹھ کر پوچھنے لگا۔

"آپ کو جو پسند ہو۔" وہ سمندر پر نگاہ جما کر بولی۔

(اب نہیں گے "لڑکیوں" کو تو فلاں فلیور پسند ہوتا ہے) وہ سوچنے لگی۔

"مجھے تو بلو بیری پسند ہے وہی لے آؤں تمہارے لیے۔" وہ اسے دیکھنے لگا۔

"نہیں۔۔۔" وہ بولی۔۔۔ "پینا کولاڈا یا پھر ونیلا۔" وہ کاؤنٹر کی جانب چل دیا۔

آج اس مہربانی کا مطلب۔۔۔ کیا ان کے دل تک میری رسائی ممکن ہو چلی ہے۔ نہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ جو کوئی بھی ہے یا تھی۔ میں تو اس کے پاسنگ بھی نہیں تو بھلا یہ اس کی یادوں سے دامن کیسے چھڑا سکتے ہیں۔ اسے کیسے بھلا سکتے ہیں۔ وہ رنجیدگی سے سوچ گئی۔

"اٹھو۔۔۔ گھر چلتے ہیں۔" کچھ دیر بعد سائر بگڑے تیور لیے واپس لوٹا۔ وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ گیا تھا تب تو اس کا موڈ بڑا خوش گوار سا تھا' یہ یکایک اسے کیا ہوا؟

"کیا بات ہے سائر! کیا ہوا؟" وہ تعجب سے بولی۔

"تمہاری سمجھ میں میری بات نہیں آئی۔۔۔ اٹھو فورا"" وہ دانت کچکچا کر بولا۔ وہ مزید کچھ پوچھے' کہے بنا اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کی معیت میں گاڑی تک آئی اور بیٹھ گئی۔ گاڑی اک زوردار جھٹکے سے آگے بڑھی۔ وہ بڑی پریشانی میں گھری بیٹھی تھی۔

"وہ چار لڑکے جو سامنے کی ٹیبل پر بیٹھے تھے۔ کیا تم جانتی ہو انہیں؟" کچھ توقف کے بعد گاڑی میں اس کی آواز سرسرائی۔ اس کی بات پر میرب بھونچکا رہ گئی۔

"سانپ کیوں سونگھ گیا تمہیں' جواب دو۔" وہ بری طرح دہاڑا۔

"آپ۔۔۔ کیا۔۔۔ کہہ رہے ہیں میری کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔" وہ سراسیمگی سے اٹکتے ہوئے بولی۔

"وہ لڑکے تمہیں دیکھ کر مسکرا رہے تھے' اشارے کر رہے تھے تم ہی نے شہ دی ہوگی ورنہ کسی لڑکے کی اتنی جرات کہاں۔" اس کے لفظ تھے یا زہر میں بجھے تیر جو سیدھا اس کے وجود میں گڑ گئے۔

"خدا کے واسطے سائر۔۔۔! اتنی پست ذہنیت کا مظاہرہ مت کریں۔ مت ایسے الزام لگائیں مجھ پر کہ میں خود اپنی نگاہوں سے گر جاؤں۔" وہ تکلیف سے بلبلا اٹھی۔

"تم لوگ اسی لیے تیار ہو کر باہر نکلتی ہو کہ لوگوں کی نگاہیں تمہیں سراہیں۔ تمہاری تعریف کریں۔" وہ غضب ناک لہجے میں بولا۔

"میں اس طرح کی نہیں ہوں سائر' آپ میرے ساتھ کیوں یہ سلوک کر رہے ہیں۔" وہ روتے ہوئے دفاعی انداز میں بولی۔

"سب ایسی ہی ہوتی ہیں۔۔۔ میرے سامنے ڈرامے مت کرو۔" وہ بے لچک و کٹھور لہجے میں بولا۔

"کسی ایک کی بے وفائی کا بدلہ سارے زمانے سے نہیں لیا جاتا۔" وہ احتجاجا" چیخی۔

"کیا کہا تم نے۔" اس نے معا" گاڑی سنسان سڑک پر روک کر کچھ اس سفاکی سے پوچھا کہ میرب کانپ کر رہ گئی۔

"کک۔۔۔ کچھ نہیں۔" وہ سہم کر بولی۔

"آج کے بعد اگر مجھ سے زبان درازی کی تو یاد رکھنا' تمہارا حشر کر دوں گا۔ میں نامرد نہیں ہوں جو عورت کی بے ہودہ گوئی برداشت کر لوں۔" اس نے کچھ دیر بعد

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے تنبیہہ کی۔
اب وہ خاموش ہوگئی تھی۔ سارے آنسو دل پر گر گر کر سائر کے لیے نفرت کا گڑھا بھرتے رہے۔ گاڑی لمبی سڑک پر دوڑتی رہی۔ باہر کالی رات کچھ اور سیاہ ہوگئی تھی۔

☆ ☆ ☆

"اب تو خوش ہو؟" آصف نے چندا سے پوچھا تھا۔
وہ لوگ اس وقت ملک پروڈکشن ہاؤس کے کیفے ٹیریا میں بیٹھے تھے۔ دونوں کے آگے چائے اور سینڈ وچز رکھے ہوئے تھے۔ دو تین متواتر ملاقاتوں کے بعد آصف اسے پروڈکشن ہاؤس لے ہی آیا۔ ملک صاحب سے اس کا تعارف بھی کروا دیا اور اسے کام دینے کی سفارش بھی کردی ملک صاحب خاصے پروفیشنل بندے تھے 'ان کے متعلق مشہور تھا کہ وہ خالص' سچے 'باصلاحیت لوگوں ہی کو کام دیتے تھے مگر چندا کے حسن جہاں سوز نے یہاں بھی کام دکھا دیا۔ وہ اس کا بے داغ حسن دیکھ کر مبہوت رہ گئے۔ تھوڑی سوچ بچار کے بعد اپنے ایک ڈرامے جس کی ہیروئن الٹرا ماڈرن دکھائی جانی تھی کے لیے اسے موزوں قرار دیا۔ وہ یقیناً" قسمت کی دھنی تھی ورنہ اس فیلڈ میں ایسے کسی کا کام بنا ہے۔
"ہوں... تمہارا شکریہ۔" وہ بے نیازی سے بولی۔
ان دونوں کے مابین تکلم کے تکلفات مٹ چکے تھے۔
"صرف شکریہ پر ٹرخاؤ گی؟" وہ اسے گہری نگاہوں سے دیکھ کر بولا۔
"اور کیا دے سکتی ہوں تمہیں فی الحال۔" اس کا ذہن کہیں اور الجھا ہوا تھا۔
"بیش قیمت خزانوں کی مالک ہو... یوں تو نہ انجان بنو۔" وہ اسے وارفتہ نگاہوں سے تکتے ہوئے بولا۔ چندا نے کچھ چونک کر اسے دیکھا۔
"تمہاری بکواس پھر شروع ہوگئی۔" وہ بے زاری سے بولی۔ نجانے وہ کب اتنی کھاگ ہوگئی تھی کہ نہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

صرف اسے اس "قسم" کے رویوں کو ہینڈل کرنا آگیا تھا بلکہ وہ اپنے مطابق سامنے والے کا موڈ "ٹیون" بھی کرسکتی تھی مگر نہیں۔ کچھ افراد کے اندر شاید پیدائشی طور پر ہی اس قسم کی صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں۔

"ہک ہاہ، یہ بھی تمہاری ادا ٹھہری خیر، چائے پیو۔" اس نے اک ٹھنڈی دلبرانہ سی سانس کھینچ کر کہا۔

"میں سوچ رہی ہوں کہ میرا کام یہاں بن بھی گیا تب بھی مجھے گھر والوں سے اجازت ہرگز نہیں ملے گی۔ دراصل میرے گھر والے بڑے دقیانوسی سوچ کے حامل ہیں وہ مجھے اس فیلڈ میں ہرگز نہیں آنے دیں گے۔" وہ شدید پریشانی میں مبتلا اپنی مخروطی انگلیاں ہولے ہولے اپنی تسبیح پیشانی پر بجا رہی تھی۔

"یہ سب تو پہلے سوچنے والی باتیں ہوتی ہیں بی بی۔" وہ کچھ رکھائی سے بولا۔

"اتنا آگے آنے کے بعد یہ سب سوچنا نری حماقت کے علاوہ کچھ نہیں۔ گھر والوں کا کیا ہے چھوڑ آؤ انہیں۔ کل جب تم مشہور ہو جاؤ گی پیسہ تمہارے گھر کی باندی ہو گا تب دیکھنا خود ہی بہانے سے دوڑے چلے آئیں گے۔" وہ بے پروائی سے بولا اور سینڈوچ کترنے لگا۔

"تمہیں علم نہیں ہے اسی لیے ایسی باتیں کررہے ہو۔" وہ چڑ کر بولی۔ "میں نے گھر چھوڑ دیا تو وہ مجھے جان سے مارنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔" اس نے آصف کو معاملے کی سنگینی سے آگاہ کرنا چاہا۔

"تب پھر ایسا کرو... واپس گھر جاؤ اور آرام سے کسی اپنے ہی جیسے مڈل کلاسیے کا انتظار کرو جو تمہیں بیاہ کرلے جائے اور تمہیں صرف بچے پیدا کرنے کی مشین سمجھے۔ ان گورے گورے ملائم ہاتھوں سے آٹا گندھوائے، جھاڑو لگوائے اور اپنے روتے دھوتے بچے پلوائے۔" وہ جھنجلا کر بولا۔ آصف کے کھینچے گئے نقشے پر اس نے جھرجھری سی لی۔

"خدا کی پناہ... کیسی باتیں کررہے ہو۔ میں کب واپس جانے کا کہہ رہی ہوں، میں تو آگے کی راہیں کھوج رہی ہوں۔" وہ ناراضی سے بولی۔

"کوئی راستہ نہیں سوائے اس کے کہ تم گھر چھوڑ آؤ اور اپنے کام پر اپنے کیریر پر توجہ دو۔" وہ قطعیت سے بولا اور چائے کا آخری گھونٹ بھرا۔

"راستے بیٹھے بٹھائے نہیں مل جاتے انہیں ڈھونڈنا پڑتا ہے اور میں نے راستہ ڈھونڈ لیا ہے۔" وہ فاتحانہ مسکرائی۔

"ذرا میں بھی تو سنوں۔" وہ دلچسپی سے پوچھنے لگا۔

"یہ میرے انٹر کا آخری سال ہے امتحان میں دو مہینے رہ گئے ہیں۔ اس کے بعد میری آپا کی شادی ہے۔ میری اماں میرے رشتے کے لیے بھی کوشش کررہی ہیں، جانتی ہوں میں یہ بات، جوں ہی میرا رشتہ ملا انہوں نے نہ میری پڑھائی دیکھنی ہے نہ کچھ اور، جھٹ سے شادی کردینی ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ میرا رشتہ کہیں اور طے کردیں کیوں نہ میں خود ہی اپنا بر ڈھونڈ لوں۔" وہ اتنا کہہ کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"خوب... مگر اس میں آپ کی کامیابی کہاں ہے۔" وہ طنزیہ بولا۔

"ہے نا... میں اپنی مرضی کی شادی کرکے رخصت ہو جاؤں گی ان کے گھر سے، اس کے بعد میں سیاہ کروں یا سفید اپنی مرضی کی مالک ہوں گی۔" وہ داد طلب نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"ہوں... مگر یار! یہ بہت لمبا کھڑاگ نہیں ہو جائے گا۔ پھر شادی شدہ ہونے کا مطلب جانتی ہو... ملک صاحب نے کھٹ سے انکار کردینا ہے۔" وہ پُرسوچ انداز میں اسے دیکھ کر بولا۔

"بھئی... یہ شادی کوئی پراپر شادی نہیں ہوگی... صرف ایک معاہدہ ہوگا۔" وہ اسے سمجھانے لگی۔

"مگر ایسا الو کا پٹھا تمہیں ملے گا کہاں سے؟" وہ جھلاہٹ آمیز بے زاری سے بولا۔

"تم ہونا... تم کرو گے مجھ سے شادی۔" اس نے گویا خزانے کی چابی اسے تھمانے کی بات کرکے اسے ششدر کردیا۔

"نہیں... ! چلو ٹھیک ہے۔" لمحہ بھر کی سوچ بچار بھی فضول تھی۔ چندا جانتی تھی، وہ انکار نہیں کرے گا اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہی ہوا۔ وہ خود کو کیش کروانا سیکھ چکی تھی۔ وہ دل کھول کر مسکرا دی۔

☆ ☆ ☆

"کیا بات ہے بڑی خاموش ہو۔" آغا' اجیہ کی بے توجہی و خاموشی مسلسل نوٹ کر رہا تھا۔ اسی لیے ٹوک بیٹھا۔ وہ اس وقت کالج بنک کر کے اس کے ساتھ تھی۔ اب اتنی صبح کوئی ریسٹورنٹ وغیرہ تو کھلا ملتا نہیں۔ کسی ہوٹل جانے پر وہ راضی نہیں ہوتی سو اسی لیے اسے لیے ساحل سمندر پہ چلا آیا۔

"کیا میں تم سے اپنی کوئی بات شیئر کر سکتی ہوں۔" وہ جھجک کر بولی۔ میک اپ سے مبرا چہرہ صبح کی تازگی بھرے ماحول کا حصہ لگ رہا تھا۔ کالے سیاہ بالوں کی پونی سمندر کی شوریدہ ہواؤں سے کاندھے پر ڈول رہی تھی۔ کاندھوں پہ پڑا گلابی دوپٹا ہوا سے پھڑپھڑا رہا تھا۔ سفید یونیفارم میں اس کا سانچے میں ڈھلا وجود... وہ کتنی ہی دیر نگاہ نہیں ہٹا سکا۔

"بتاؤ۔" اس نے کچھ بے چینی سے پوچھا۔

"یار... کیا تم مجھ سے اجازت مانگ رہی ہو اگر ہاں تو غلط کر رہی ہو۔ بھئی تمہیں تو بلا جھجک مجھ سے کوئی بھی بات شیئر کر لینی چاہیے۔" وہ حوصلہ افزا لہجے میں بولا۔ وہ کچھ لمحے تک یونہی بیٹھی اپنے بیگ کے اسٹریپ کو گھماتی رہی جیسے کہنے اور نہ کہنے کا فیصلہ نہ کر پا رہی ہو۔

"کیا ہے یار! بول بھی دو۔" وہ اب کچھ اکتا کر بولا۔

"کل مجھے اک فون آیا۔" اس نے سمندر کی لہروں پر نگاہیں جما کر بتایا۔

"کوئی عورت تھی... اس نے جو کچھ کہا سن کر مجھے لگا جیسے کہ وہ پاگل ہو کوئی۔" وہ اتنا کہہ کر خاموش ہو گئی۔

"کیا ہو گیا ہے اجیہ ڈیر... کیا بات کی اس نے اور اگر وہ تمہیں پاگل ہی لگی تو اب اس کے بارے میں اتنا کیوں سوچ رہی ہو' ویسے میں بھی تو سنوں آخر اس نے تمہیں ایسا کیا بتا دیا جو تم یوں گم صم ہو۔" وہ بینچ پر ٹیک لگا کر بولا۔

"اس نے بتایا کہ وہ میری ماں کو جانتی ہے۔" وہ دھیمے لہجے میں بولی۔

"تو کیا ہوا' تمہاری ماما کو بہت سے لوگ جانتے ہی ہوں گے۔" وہ بے پروائی سے بولا۔

"نہیں آغا! سارا مسئلہ تو یہی ہے کہ وہ کہتی ہے کہ وہ مجھے میری ماں سے ملوانا چاہتی ہے۔ ان فیکٹ اس نے بتایا کہ میری ماں مجھ سے ملنا چاہتی ہے۔" وہ بے انتہا الجھ کر اسے بتا رہی تھی۔

"اوہ مائی گاڈ" وہ دفعتاً" اپنی سیٹ سے اچھل کر بولا۔ "کسی وچ ڈاکٹر کا فون آیا ہے تمہیں؟"

"آغا... تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔" وہ ہنوز سنجیدگی سے بولی۔

"نہیں ڈارلنگ۔" وہ سرعت سے بولا۔ "میں مذاق نہیں اڑا رہا۔ روحوں سے بات کرنا اور کروانا تو وچ ڈاکٹرز ہی کا کام ہوتا ہے یار! نارتھ امریکا میں بہت ملتے ہیں۔"

"تم میری بات نہیں سمجھے۔" وہ اک گہری سانس لے کر تفکر سے بولی۔

"وہ کہتی ہے کہ وہ زندہ ہیں۔"

"کم آن اجیہ! یہ تم کن چکروں میں پڑ رہی ہو۔ صاف ظاہر ہے کوئی تمہیں بے وقوف بنا رہا ہے۔" وہ اب ذرا ڈپٹ کر بولا۔

"میں بھی یہی سمجھتی اگر وہ مجھ سے انہیں روبرو ملوانے کا نہ کہہ دیتی۔" وہ ہونٹ کاٹ کر بولی۔

"یہ زندگی ہے اجیہ' مذاق یا کوئی ڈرامہ نہیں۔ کیسی بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو تم۔ تمہاری ماما مر چکی ہیں' تمہارے پورے خاندان کو معلوم ہے یہ بات۔ اگر وہ حیات ہوتیں تو کیا کسی کو معلوم نہ ہوتا۔ فار گاڈ سیک اجیہ! کسی چکر میں نہ پھنس جانا۔ امیر باپ کی بیٹی ہو' خوب صورت ہو مجھے تو لگتا ہے کہ تمہیں کوئی بے وقوف بنا کر کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ سو میرا مشورہ ہے کہ اس سب سے باز رہو۔" وہ دو ٹوک لہجے میں بولا۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاءاللہ)

For Next Episode Visit
Paksociety.com

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY